تیری عادت ہو گئی
بقلم: انا الیاس
http://www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیری عادت ہوگئی

ازانا الیاس

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

مضراب کب سے کمرے میں ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔ مٹھیاں بھینچیں تھیں۔ دانت کچکچا رہی تھی۔

عادل بیڈ پر بیٹھا اسکے پھٹ پڑنے کا منتظر تھا۔

"تمہارے یہ آحل بھیا کسی دن میرے ہاتھوں ضائع ہو جائیں گے۔" بالآخر آتش فشاں باہر آنا شروع ہو گیا تھا۔

اپنی سرخ انگارہ آنکھوں سے وہ عادل کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے عادل نہیں اسکی جگہ آحل بیٹھا ہو۔

"مضراب۔۔" وہ ابھی اپنے بھائی کی حمایت میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مضراب نے تیزی سے نیچے پڑے کشنز کے تابڑ توڑ حملے کرنا شروع کئیے۔

"تم۔۔۔ تم نے اگر ایک لفظ بھی اپنے بھائی کی حمایت میں بولا تو یاد رکھنا ہماری دوستی کا یہ آخری دن ہو گا۔" وہ اسے وارن کرتے ہوئے بولی۔

"میں ان کی حمایت نہیں کر رہا۔ صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم یونی کے ٹرپ پر چلیں جائیں گے مگر یوں صرف اپنے گروپ کے ساتھ کسی بھی ٹرپ پر جانا ٹھیک نہیں۔ اور ویسے بھی میں بھی تو نہیں جا رہا تو تمہیں کیا مسئلہ ہو رہا ہے جانے کا" عادل نے اسے رسان سے سمجھانا چاہا۔

"مس ئلہ میرا نہیں تمہارے بھائی کا ہے۔اور تمہارے بھائی کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ مجھے سات پردوں میں رکھنا چاہتا ہے۔ میرے یونی جانے کا سب سے بڑا مخالف وہ تھا۔۔ہر کام میں رخنے ڈالتا ہے۔سکول سے کالج اور پھر اب یونی ہر جگہ خدائی فوجدار بن کر پہنچ جاتا ہے۔مجھے تو لگتا ہے یونی میں آکر دو لیکچرز بھی یہ صرف مجھ پر ہر وقت نظر رکھنے کے لئے لیتا ہے۔ میں اب بچی نہیں ہوں۔انہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی۔اور مجھے تو یہ بھی سمجھ نہیں آتا وہ مجھے تمہارے ساتھ کیسے برداشت کر لیتے ہیں۔"

مضراب کی تنقید بے جا نہیں تھی۔شروع سے یہی ہوتا آیا تھا۔

آحل اور عادل اسکی پھوپھو نصرت کے بیٹے تھے۔ مضراب نے ماں کا روپ تو نہ دیکھا تھا مگر نصرت پھوپھو کی آغوش میں چھپتے اسے کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہوئی تھی۔

نصرت اور جہانگیر دو ہی بہن بھائی تھے۔ماں باپ جہانگیر ک شادی سے کچھ عرصہ پہلے ہی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں اللہ کو پیارے ہو گ ئے تھے۔دونوں بہن بھائی کے گھر میں صرف ایک دیوار حائل تھی۔

مضراب کی پیدائش کے وقت منتہا ڈیلیوری میں پیچیدگی کے باعث اپنی ننھی پری کو دیکھے بنا،اسے پیار کیا بنا ہمیشہ کی نیند سو گئیں۔

جہانگیر اور منتہا کا دو سال کا ساتھ تھا۔ مگر یہ دو سال جہانگیر کے لئے پوری زندگی منتہا کے بعد اسکی یاد کے ساتھ بتانے کے لئے کافی تھے۔ شادی کے سال بعد منتہا پریگننٹ ہوئیں اور پھر اسکی پیدائش کے وقت ان دونوں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ گئیں۔

عادل اور مضراب دونوں ایک ہفتے کے فرق سے پیدا ہوئے تھے۔

مضراب نے ہفتہ پہلے اس دنیا میں آنکھ کھولی تھی۔ مگر منتہا کی اچانک موت جہانگیر تو کیا نصرت اور شاہجہان کو بھی شدید تکلیف سے دوچار کر گئ۔

ایک ہفتہ غم میں نڈھال رہنے کے بعد نصرت نے عادل کو جنم دیا اور یوں عادل کے ساتھ ساتھ مضراب کو بھی اپنی گود میں سمیٹ لیا۔

جہانگیر تو اس قابل نہیں تھے کہ مضراب کو سنبھالتے۔ اتنا بڑا غم تھا کہ اس سے باہر آنے کے لئے کتنے ہی مہینے لگے۔

اور اس تمام وقت نصرت نے مضراب کو ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔

آحل پانچ سال کا تھا پھر بھی وہ اپنی عمر کے بچوں کی نسبت کافی سمجھدار تھا۔

جب نصرت مضراب کو لے کر گھر آئیں تب انہوں نے آحل کو بٹھا کر سمجھایا۔

"آحل اللہ نے آپکو صرف ایک بھائ نہیں ایک بہن بھی دی ہے۔ اور آپ نے اور عادل نے بڑے ہو کر اسکا بہت زیادہ خیال رکھنا ہے۔ اس کو کبھی کوئ تکلیف نہیں

ہونے دینی۔اور مجھ سے بھی زیادہ آپ نے اس کا دھیان کرنا ہے" آحل نے ان نصیحتوں کا نہ صرف دماغ میں بٹھایا بلکہ اپنی زندگی کا ایک مقصد بھی بنالیا۔

وہ مضراب کا ایسے خیال رکھتا تھا جیسے وہ کانچ کی گڑیا ہو۔

اسکی کلاس کا کوئی لڑکا ہوتا تھا یا لڑکی۔اگر کبھی آحل کو پتہ چلتا کہ کسی نے مضراب کو تنگ کیا ہے وہ اس سے لڑنے پہنچ جاتا تھا۔

بڑے ہوتے ہوتے یہ عادتیں اتنی پختہ ہو گئیں کہ مضراب کی زندگی کے زیادہ تر فیصلے آحل کرنے لگا۔

اور سب اسکی بات کو ترجیح بھی دیتے تھے۔

مضراب کالج پہنچنے تک آحل کے اس عمل دخل سے چڑ کھانے لگی۔

جتنا وہ آحل سے چڑتی تھی اتنی ہی زیادہ دوستی اسکی عادل سے تھی۔گھر میں اکثر سب عادل کو مضراب کی سہیلی کہہ کر چھیڑتے تھے۔

مگر عادل کے لئے بھی مضراب سے بڑھ کر کبھی کوئی نہیں رہا تھا۔

ان کا کھانا پینا ایک دوسرے کے بغیر مکمل ہو نہیں سکتا تھا۔

عادل وہ واحد لڑکا تھا جو مضراب کے قریب تھا اور آحل کو اس بات سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

مگر عادل کے علاوہ کسی اور لڑکے کو وہ مضراب کے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتا تھا۔

کالج کے بعد جب یونیورسٹی جانے کی باری آئی تب سب سے زیادہ مخالفت آحل نے کی۔

"آپ اس کو پرائیوٹ ماسٹرز کروائیں مگر یہ یونی نہیں جائے گی" اس دن ناشتے کے وقت وہ ماں سے دوٹوک انداز میں بولا۔

شکر تھا کہ وہاں صرف عادل، نصرت، شاہجہان اور آحل ہی موجود تھے۔

مضراب اب آحل کے فیصلوں پر ری ایکٹ کرنے لگ گئی تھی۔ لہذا آحل نے اسکی غیر موجودگی میں بات کرنا مناسب سمجھا۔

"بیٹا آپ کیوں اتنے مخالف ہیں" شاہجہان نے پہلی بار اسکے فیصلے پر اعتراض کیا۔

"بابا وہاں کا ماحول لڑکیوں کے لئے ٹھیک نہیں۔ اور ویسے بھی آئی بی اے کی ریپوٹیشن اتنی اچھی نہیں ہے" انڈے کا پیس کانٹے کی مدد سے منہ میں رکھتے ہوئے بولا۔

"بیٹا آپ بھی وہیں سے پڑھے ہیں" چائے کے گھونٹ بھرتے انہوں نے جانچتی نظروں سے بیٹے کو دیکھا۔

"بابا میں نے لڑکیوں کی بات کی ہے۔ میں لڑکا تھا اسی لئے وہاں کا ماحول ہینڈل کر لیا" لمحہ بھر کو باپ کی جانب دیکھا۔

"بیٹے عادل ساتھ ہو گا اسی لئے ہمیں کوئ فکر نہیں "آحل ہمیشہ سے باپ کی فرمانبرداری کرتا آیا تھا۔کبھی انکے کسی فیصلے سے انحراف نہیں کیا تھا۔اسی لئے اب کی بار بھی خاموش ہو گیا۔

مگر دل میں کچھ اور بھی تہیہ کر لیا۔

اگلے ہی دن آحل یونیورسٹی پہنچ گیا۔

"مے آئ کم ان سر "سر فخر کے آفس کا دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوا۔

"ارے ینگ مین کیسے ہو "آحل کو دیکھتے وہ خوشی سے اپنی سیٹ سے کھڑے ہو کر اسکی جانب بڑھے۔

اسے محبت سے گلے لگایا۔

"بیٹھو۔۔شکر ہے تمہیں یہاں آنے کا خیال تو آیا "اپنی سیٹ سنبھالتے سامنے بیٹھے آحل کو محبت سے دیکھتے گویا ہوئے۔

آحل انکے پسندیدہ اسٹوڈنٹس میں سے تھے۔اس طرح کے لڑکے انہوں نے کم ہی دیکھے تھے۔جو ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت باادب تھا۔

"سر آپ نے کچھ دن پہلے ایک آفر کی تھی کہ میں ہفتے میں تین دن عارضی لیکچرار

کے طور پر فنانس کی کلاس لے لیا کروں" آحل نے کچھ دن پہلے کی سر فخر کی آفر انہیں یاد دلائی۔

"بالکل اور ابھی تک میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں" انکی بات پر وہ ہولے سے مسکرایا۔

"سر میں تیار ہوں۔ آپ مجھے ٹائمنگز بتادیں۔ اس حساب سے میں آفس اور یہاں کی ٹائمنگز مینج کرلوں گا" ایم بی اے کرنے کے بعد سے وہ اپنے بزنس پر توجہ دینے لگا تھا۔ سر فخر نے کچھ دن پہلے اسے یہ آفر کی تھی۔ وہ فنانس مین اتنا ماہر تھا کہ سر فخر جو کہ اس آئی بی اے کے ڈین تھے وہ چاہتے تھے کہ آحل انکے اسٹوڈنٹس کو فنانس پڑھائے۔ تب تو اس نے منع کردیا کہ اسکے لئے بزنس کے ساتھ اسے مینج کرنا مشکل لگ رہا تھا۔ لیکن اب مضراب کے قریب رہنے کے لئے اسے نے صبح ناشتے کی ٹیبل پر ہی یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ اگر مضراب یونی میں آئے گی تو وہ بھی یہاں لازمی آئے گا۔

"ارے یار تھینک یو سو مچ تم نے میری آفر پر بالآخر غور کرہی لیا۔ میرے اور میرے ڈیپارٹمنٹ کے لئے یہ بات کسی آنر سے کم نہین ہوگی کہ تم جیسا بریلینٹ اسٹوڈنٹ یہاں ہمارے آنے والے نئے بچوں کو پڑھائے۔ تو بس پھر تم کل سے ہی جوائن کرلو" وہ خوشی سے بولے۔

آحل نے کچھ مزید تفصیل پوچھی۔

اس نے گھر میں کسی کو اس سارے معاملے کی بھنک تک نہیں پڑنے دی۔

وہ مضراب کی اپنے لئے بڑھنے والی بیزاری سے بہت اچھی طرح واقف تھا۔اسکی

رعب دار شخصیت کے سبب وہ کبھی خود سے تو اسے کچھ نہیں کہہ سکی تھی۔

لیکن آحل کو دیکھتے ہی جو بارہ اسکی شکل پر بجتے تھے وہ اچھی طرح جانتا تھا۔

اب تو وہ گھر پر بھی اس وقت آتی تھی جب آحل نہیں ہوتا تھا۔

اس سب کے باوجود اسے مضراب کے لئیے فیصلے کرنے اور ہر لمحہ اس پر چیک رکھنے کی

اتنی عادت ہو چکی تھی کہ وہ چاہنے کے باوجود خود کو اس سب سے روک نہیں پاتا تھا۔

"اف مجھے یقین نہیں آرہا میں یونیورسٹی میں موجود ہوں۔" مضراب کی خوشی سے

چہکتی آواز عادل کے کانوں سے ٹکرائی۔

یونیورسٹی میں آج ان کا پہلا دن تھا۔

عادل موبائل پر کسی لڑکی کے ساتھ مصروف تھا۔

اسکے سب سیکرٹ افئیرز کی مضراب کو خبر ہوتی تھی۔

آحل کے مقابلے میں عادل کافی لاابالی تھا۔

خوبصورتی دونوں بھائیوں پر ختم تھی۔

مگر آحل کی پرسنیلٹی میں جو رعب اور دبدبہ تھا وہ عادل میں نہیں تھا۔

جوں ہی عادل نے اسکی بات کا جواب دینے کے لئے موبائل سے نظر ہٹائی۔

ایک غیر ارادی نگاہ دروازے کے باہر گئی اور ساکت ہو گئی۔

"ہم واقعی خواب دیکھ رہے تھے" عادل آہستہ آواز میں بڑبڑایا

مضراب کی نگاہ ابھی تک دروازے پر نہیں پڑی تھی۔ جہاں سے آحل کلاس میں آرہا تھا۔

مگر روسٹرم تک پہنچنے تک نہ صرف وہ عادل اور مضراب پر ایک اچٹتی سی نگاہ ڈال چکا تھا بلکہ وہ دونوں بھی اسے دیکھ چکے تھے۔

مضراب بھی باقی سب اسٹوڈنٹس کی طرح آحل کی تعظیم میں کھڑی ہوئی۔

مگر آنکھیں حیرت اور صدمے کی زیادتی کے باعث پھٹنے کے قریب تھیں۔

"عا۔۔۔ عادل" اپنے ساتھ حیران اور کسی قدر پریشان کھڑے عادل کو وہ بس اتنا ہی کہہ پائی

"سٹ ڈاؤن ایوری ون۔۔۔ ویلکم ٹو آئی بی اے۔۔۔ میرا نام آحل ہے اور میں آپکو فنانس پڑھاؤں گا۔ امید ہے آپ سب بھی میرے پیریڈ میں اپنی توجہ اپنی پڑھائی پر

مرکوز رکھیں گے جیسے میں اپنی توجہ آپ سب پر مرکوز رکھوں گا۔آج تو چونکہ پہلا دن ہے تو ہم ایک دوسرے سے متعارف ہو جاتے ہیں۔آغاز میں خود سے کرتا ہوں۔

میں یہیں کا اسٹوڈنٹ تھا۔پانچ سال پہلے میں یہاں سے فارغ ہوا تھا۔اور اب آج پھر سے یہیں ہوں۔ لیکن اس روسٹرم سے ادھر کی سیٹ پر کوئی ٹینشن نہیں ہے۔سوائے پڑھنے اور اچھے گریڈز لینے کی لیکن یہاں اس روسٹرم کے اس جانب کی ذمہ داری بہت مشکل ہوتی ہے جس میں نہ صرف اپنی جاب کے ساتھ انصاف کرنے کی ٹینشن ہوتی ہے بلکہ سب بڑی ٹینشن یہ ہوتی ہے کہ اپنے اسٹوڈنٹس کے ساتھ پورا انصاف کیا جائے۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو اپنی غلط بات پر بھی ڈٹ جائیں۔ہم ٹیچرز بھی انسان ہوتے ہیں۔جہاں میری غلطی دیکھیں مجھے ضرور متوجہ کریں۔چلیں جی اب یہ رائٹ سائیڈ سے سٹارٹ کرتے ہیں "اپنی پر اثر باتوں سے سب کو متاثر کرتے اس نے تعارف کا سلسلہ آگے بڑھایا۔

لڑکیاں تو لڑکیاں۔۔سب لڑکے بھی اس سے متاثر نظر آرہے تھے۔

مگر دو لوگ ایسے تھے جو اسکی کسی بات سے متاثر نہیں ہو رہے تھے۔بلکہ غصے سے اسے گھور رہے تھے۔

اور وہ عادل اور مضراب کے علاوہ کوئی اور نہیں تھے۔

وہ سارا دن عادل اور مضراب پریشان رہے۔

گھر آتے ہی دونوں نصرت کے سر ہو گئے۔

"ماما آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ بھیا نے ہماری یونی جوائن کی ہے" عادل ناراضگی سے بولا۔

"کیا مطلب؟" نوالہ واپس پلیٹ میں رکھ کر وہ عجیب نظروں سے اسے دیکھنے لگیں جیسے اسکی بات سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔

عادل اور مضراب کے گھر آتے ہی وہ کھانا لگا چکی تھیں۔

تینوں کھانے کھانے بیٹھے تھے کہ عادل نے بات کا آغاز کیا۔

"آپکو پتہ ہے آحل بھائی ہمیں فنانس پڑھائیں گے" مضراب کی آواز میں واضح دکھ تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ آحل کہاں سے آگیا تمہاری یونیورسٹی میں" انکے الجھنے پر عادل نے سارا واقعہ بتایا۔

"آحل نے تو ذکر تک نہیں کیا" پرسوچ انداز میں کہا

"وہی تو۔۔۔۔یہاں تو انہیں برداشت کرتے ہیں اب وہاں بھی کرنا پڑے گا" مضراب

دانت پیس کر بولی۔

نصرت نے اسے پر تاسف نظروں سے دیکھا۔

"سوری پھو پھو۔۔۔ لیکن آپ بھی تو دیکھیں ناہر وقت روکتے ٹوکتے رہتے ہیں" وہ منہ بسور کر بولی۔

"بیٹاوہ تم دونوں کے بھلے کے لئے کہتا ہے۔اچھا چلو اب خاموشی سے کھانا کھاؤ۔رات کو آئے گا تو پوچھوں گی" وہ انہیں کھانے کی طرف متوجہ کر کے بولیں۔

رات میں جب نصرت اسے دودھ کا گلاس دینے گئیں۔تب انہیں آحل سے یونی کے بارے میں پوچھنا مناسب لگا۔

"تھینک یو ماما" ناک کر کے اندر آئیں تو وہ بیڈ پر کچھ کتابیں بکھرائے نظر آیا۔سائیڈ ٹیبل پر گلاس رکھا۔وہ تشکر سے کتاب سے نظر ہٹا کر ماں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"تم نے یونیورسٹی کب جوائن کی؟" بیڈ پر بیٹھتے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

آحل کا دودھ کا گلاس تھامتا ہاتھ ایک لمحے کے لئے ساکت ہوا۔

"میرے پروفیسر سشن سٹارٹ ہونے سے پہلے مجھے کافی دفعہ کال کر کے یونیورسٹی جوائن کرنے کا کہہ چکے تھے۔انہیں بار بار منع کرنا مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا اور کچھ ایکسٹرا ٹائم تھا میرے پاس تو سوچا کہ جوائن کرنے میں حرج نہیں۔ویسے بھی میرا ذاتی خیال ہے کہ اسٹڈیز سے ان ٹچ رہنا چاہئے۔اور مجھے یہ بہترین موقع لگا۔کیوں کوئی پرابلم ہے کیا" بڑے سرسری انداز میں اس نے وجہ بتائی۔

"نہیں مسئلہ کوئی نہیں ہے۔مگر مجھے لگا کہ کوئی اور بھی وجہ ہے" انہوں نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا۔

ماں تھیں کیسے نہ اسکے دل کے حال سے واقف ہوتیں۔

وہ اپنی بے ساختہ مسکراہٹ بڑی مشکل سے دبا گیا۔

"کون سی وجہ ؟" آنکھوں میں ہلکی سی شرارت لئے انہیں دیکھا۔

"آحل اتنی پابندیاں نہ لگاؤ اس پر مجھے ڈر ہے وہ تم سے متنفر نہ ہو جائے" نصرت فکر مند لہجے میں بولیں۔

"ماما میں پابندیاں نہیں لگا تا مسئلہ صرف یہ ہے کہ آپ لوگ منتہا ماما کے نہ ہونے کی وجہ سے اسکی ہر جائز ناجائز مانتے ہیں کہ کہیں وہ انکی کمی محسوس نہ کرے۔جبکہ میرا پوائنٹ آف یو بالکل الگ ہے۔یہ سب کر کے آپ اسے ابنارمل بنا رہے ہیں۔ابنارملٹی

صرف یہ نہیں کہ کوئ پاگلوں سی حرکت کرتے۔بلکہ جس چیز میں انسان انتہا پر نکل جاتا ہے وہ پھر نارمل نہیں رہتا۔

آپکو اسے ویسے ہی ٹریٹ کرنا چاہیئے جیسے آپ مجھے اور عادل کو کرتی ہیں۔ کبھی ڈانٹتی بھی ہیں۔ہماری ہر خواہش پوری نہیں کرتیں۔ میں کوئ شکوہ نہیں کر رہا۔بلکہ آپ کا ایسا کرنا بالکل صحیح ہے۔اولاد کو پتہ ہونا چاہیئے کہ ہر چیز ملنا ضروری نہیں ہے۔ کبھی کسی چیز کے لئے صبر بھی کرنا ہوتا ہے۔انتظار بھی کرنا ہوتا ہے۔ماں باپ کی محنت اور کمائ کا احساس اولاد کے اندر ہونا بہت ضروری ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ آپ دونوں ہماری خواہشات کو پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے بلکہ صرف اسی لئے کئ بار ہمیں منع کرتے تھے کہ ہمیں انکار کا عادی ہونا چاہیئے۔

کیونکہ زندگی ہمیں ہر چیز نہیں دیتی۔اور بچوں کو اس بات کا اندازہ چھوٹی عمر میں نہیں ہوتا۔مجھے بھی نہیں تھا۔ہاں مگر اب جا کر آپ کی حکمت عملی سمجھ میں آتی ہے تو میں شکر کرتا ہوں کہ آپ نے ہمیں زندگی میں صبر کا سبق سکھایا ہے۔تاکہ ہم اپنی خواہشوں کی تکمیل میں اندھے نہ ہو جائیں۔

مگر ماما آپ لوگوں نے یہ بات مضراب کے لئے کیوں نہیں سوچی۔

آپ نے ماموں کو یہ سب کیوں نہیں سمجھایا۔آپ اسکی ماں تو بن رہیں تھیں مگر آپ

نے اسکے ساتھ اپنے دوسرے رشتے کا لحاظ بھی کیا۔ آپ کو نہیں کرنا چاہئیے تھا۔
میں نے یہ سب محسوس کیا اور مجھے لگا کہ ہم اسکے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ اگر وہ بگڑ گئی تو اس میں ہم سب کا قصور ہو گا۔ بچوں کے خراب ہونے کی وجہ وہ بچے خود نہیں ہوتے بلکہ ان کے ارد گرد موجود انکے رشتے ہوتے ہیں۔

بچے کو آپ ضد سے ہٹنا سکھائیں گے تو وہ سیکھ جائے گا۔ کوئی بچہ اوپر سے بگڑا ہوا نہیں آتا۔ ہم لوگ اسے ایسا بناتے ہیں۔

میں یہ بات آپ لوگوں سے بہت پہلے کرنا چاہتا تھا لیکن صرف یہ سوچ کر نہیں کی کہ آپ سب سمجھیں گے کہ میں مضراب سے جیلس ہوتا ہوں۔

جبکہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ وہ جتنی آپ سب کو عزیز ہے اس سے کہیں زیادہ مجھے بھی پیاری ہے۔ وہ ہمارا ہی ایک حصہ ہے مگر میں اس حصے کو خراب ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

میں جانتا ہوں کہ میرا روکنا ٹوکنا اسے برا لگتا ہے۔ مگر میں یہ سب اسکے منہ کے بگڑتے زاویے دیکھ کر روک نہیں سکتا۔ وہ تو نہیں جانتی مگر ہم جانتے ہیں کہ یہ عمر لڑکیوں اور لڑکوں دونوں کے لئے کس قدر خطرناک ہوتی ہے۔ ذرا سی بے توجہی ان کی ساری زندگی پر اثرانداز ہوتی ہے۔

آپ بے شک اس سے ویسے ہی رہیں۔ جیسے کہ ہیں۔کیونکہ اب آپکے اسے روکنے ٹوکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔کیونکہ وہ آپ سب سے اب ایسا کچھ بھی ایکسپیکٹ نہیں کرتی۔

ہاں میں اسکے ساتھ جیسے رہتا ہوں مجھے رہنے دیں۔ میں تو برا بن ہی چکا ہوں لہذا بنے رہنے دیں" وہ مسکراتے ہوئے انہیں اتنی باریکیاں بتا گیا تھا جو شاید واقعی انہوں نے کبھی نہیں سوچیں تھیں۔

انہیں آحل کی اتنی سمجھداری پر آج بے حد فخر ہوا۔وہ شروع سے جانتی تھیں کہ وہ عام بچوں کی نسبت زیادہ ذمہ دار اور چیزوں کو سمجھنے والا ہے لیکن مضراب کے معاملے میں وہ اس قدر سمجھداری کا ثبوت دے گا یہ وہ بالکل نہیں جانتی تھیں۔

"تم صحیح کہہ رہے ہو۔اس نہج پر میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔اگر تم یہ روک ٹوک نہ رکھتے تو شاید ہمارے اس طرز سے وہ بہت پہلے بگڑ چکی ہوتی۔

بن ماں کے بچوں کی تربیت کرنا بے حد آزمائش طلب کام ہے۔ باپ کے بغیر تو اولاد سروائیو کر لیتی ہے مگر ماں کے بغیر بچے رل جاتے ہیں۔

اصل تربیت ہی ماں کرتی ہے وہی نہ رہے تو کون اچھا برا سکھاتا ہے۔

میں نے بس یہی سوچا کہ کبھی اسکا دل نہ دکھاؤں۔ مگر میں نہیں جانتی تھی کہ یہ سب

کرتے وہ غلط سمت میں بھی جاسکتی ہے۔

تم روک ٹوک کرتے ہو تو وہ جھنجھلاتی ہے مگر وہی بات کہ کم از کم اسے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ کچھ کاموں کو نہیں بھی کرنا۔زندگی میں کبھی نہ بھی سننی ہے۔

اسکے اگلے گھر جانے والی تو مجھے کوئی ٹینشن نہیں ہاں مگر پھر بھی لڑکیوں کو تحمل اور صبر والا ہونا چاہئیے۔

مگر آحل میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ وہ تمھیں ظالم تصور کرے"انہوں نے تشویش سے کہا۔

وہ حقیقت میں اب مضراب کا آحل کے متعلق رویہ دیکھ کر پریشان ہو جاتیں تھیں۔

"کچھ نہیں ہو گا ماما۔یہ اس کے وقتی ری ایکشنز ہیں۔وہ ٹھیک ہو جائے گی"ماں کو تسلی دلائی۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"وہ سچے دل سے دعا کرتے ہوئے بولیں

"ان شاءاللہ ایسا ہی ہو گا"وہ انکے گود میں رکھے ہاتھوں کو تھپتھپا کر بولا۔

لیکن نصرت کا یہ خدشہ غلط نہیں تھا۔وہ دن بدن آحل کو اپنا سب سے بڑا دشمن تصور کرنے لگی تھی۔جب اسکے سب بڑے اسکی بات مان لیتے تھے تو آخر اسے کیا پرخاش

تھی کہ وہ مضراب کی ہر بات میں ٹانگ اڑانے پہنچ جاتا تھا۔

جیسے تیسے کر کے یونی میں تو وہ اسکے ساتھ وقت گزار لیتی تھی۔

اور یہ سب کرتے ایک سمسٹر گزر چکا تھا۔

اس کی اور عادل کی اپنے کچھ کلاس فیلوز سے بہت اچھی دوستی ہو گئ تھی۔اس دوستی کی کچھ وجہ ان کی اسائنمنٹ گروپنگ بھی تھی جو انکے ہیڈ نے بنادی تھی۔ان کے گروپ میں چار اور لڑکے اور لڑکیوں کا اضافہ کیا تھا۔اور وہ سب مل کر اسائنمنٹس اور پیپرز کی تیاری کرتے تھے۔

ان میں ایک لڑکا شہزاد بھی تھا۔کلاس کا سی آر بھی تھا اور ویسے بھی خوش شکل ہونے کے باعث لڑکیوں میں بھی مقبول تھا۔

مگر اسکی توجہ کا مرکز مضراب تھی۔

مضراب کو بھی شک ہوا تھا کہ وہ اس میں انٹرسٹڈ ہے۔مگر اس نے یہ ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔

وہ عمر کے اس حصے میں تھی جہاں یہ سب باتیں زیادہ تر لڑکیوں کو اچھی لگتی ہیں۔

وہ بھی لڑکی تھی اس کے اندر بھی چاہے جانے کی خواہش تھی۔مگر وہ اپنی اس خواہش کے لئے کبھی غلط راستوں کی جانب نہیں آئ تھی۔

شاید اسکی زیادہ تر وجہ آحل تھا۔ جس کی کڑی نظریں اسے اس طرح کی کوئی بھی خواہش کرنے سے ہمیشہ روکتی رہی تھیں۔

مگر عادل کی لڑکیوں سے دوستی پر آحل نے کبھی کچھ نہیں کہا تھا اور یہی چیز اسے کھولاتی تھی۔

اس دن بھی وہ سب پلین کر رہے تھے کہ اپنی اپنی گاڑیوں میں دو تین دن کا کہیں گھومنے کا پروگرام بناتے ہیں۔ پہلے سمسٹر کے بعد بریک آیا تھا۔ ایک ہفتے کی چھٹیاں تھیں۔

لہذا انکے لئے جانا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ عادل نے یونیورسٹی میں تو حامی بھر لی مگر گھر آکر رات کے کھانے پر جب سب موجود تھے تب عادل نے تذکرہ چھیڑ کر اجازت مانگی۔

رات کا کھانا وہ سب اکٹھے کھاتے تھے۔

جہانگیر، آحل اور شاہجہان کی موجودگی میں عادل کو یہ بات کرنا مناسب لگا۔

مگر جیسے ہی عادل نے یہ سب بتایا سب سے پہلا انکار آحل کی جانب سے آیا تھا۔

"یونیورسٹی ٹرپ کی بات اور ہوتی ہے۔ اس میں ٹیچرز اور کچھ اور اسٹاف بھی موجود ہوتا ہے۔ مگر یوں صرف ایک گروپ کی صورت کہیں جانا ٹھیک نہیں۔" آحل چاول

کھاتے بڑے آرام سے ان دونوں کے پروگرام پر پانی پھیر رہا تھا۔

جبکہ کسی بڑے نے ابھی تک کچھ نہیں کہا تھا۔

مضراب نے کچا چبانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

آحل کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ وہ اسے گھور رہی ہے۔

"لیکن بھائی وہ لوگ بہت اچھے ہیں" عادل نے منمناتی آواز میں کہا

"تمہیں کتنا وقت ہوا ہے انہیں جانتے ہوئے؟ آپ سالوں لوگوں کے ساتھ بھی گزار لیں تب بھی اندازہ نہیں کر سکتے کہ کون کیسا ہے۔ تمہاری بات ہوتی تو پھر بھی میں تھوڑا سا مارجن دے دیتا۔ اول تو ملنا نہیں چاہئے۔ لیکن مضراب" اپنی بات روک کر

اس نے مضراب کی جانب دیکھا۔

جو اسکے ایک ٹک دیکھنے پر گھبرا کر نظریں جھکا گئی۔

"مضراب کی وجہ سے تو میں کسی بھی قسم کا مارجن نہیں دوں گا۔ تم دونوں کو گھومنا پھرنا ہے۔ میں کچھ دنوں کا آفس سے آف لے کر جہاں کہو گے لے جاؤں گا" آحل

شہزاد کا جھکاؤ مضراب کی جانب دیکھ چکا تھا۔

مگر مضراب نے چونکہ ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں کی تھی لہذا اسے زیادہ ٹینشن نہیں تھی۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کہ یہ پروگرام شہزاد نے بنایا ہے۔

بظاہر کوئی جتنا بھی شریف نظر آئے مگر پھر بھی ہم کسی کے اصل کو جانے بنا کوئی حتمی رائے کبھی نہیں دے سکتے۔

بظاہر شہزاد شریف لڑکا لگتا تھا۔ مگر اس نے یہ پروگرام کیوں ترتیب دیا آحل کو یہ بات ٹھیک نہیں لگی تھی۔

عادل اور مضراب نہیں جانتے تھے کہ صبح میں یونی کے کاریڈور سے گزرتے ہوئے وہ ان کے اس پروگرام کے بارے میں باخبر ہو چکا تھا۔

ان کا گروپ کاریڈور میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے تبھی گزرتے ہوئے آحل نے گزرتے ہوئے ان کی باتیں سنیں تھیں۔

مضراب نے غصے بھری نظر اٹھا کر آحل کے سنجیدہ چہرے پر ڈالی۔
بھوک ختم ہو چکی تھی اس نے فورا کھانے سے ہاتھ کھینچ لئے۔

"آحل ٹھیک کہہ رہا ہے۔بیٹا آپ لوگوں نے جانا ہے تو اپنا پروگرام سیٹ کر لو"

نصرت نے فورا آحل کی حمایت کی۔

"آحل تم پرسوں تک ذکا گروپس کا ٹینڈر مکمل کر لو پھر پرسوں ان دونوں کو لے کر ناردن ایریاز چلے جانا" شاہجہان نے بھی حمایت کی۔

عادل بھی خوش تھا کہ مقصد ان کا گھومنا پھرنا ہی تھا۔ مگر مضراب اپنی خواہش کے رد کئے جانے پر بری طرح کھول رہی تھی۔

سب کے ٹیبل سے اٹھتے ہی وہ بھی غصے سے بھری عادل کے کمرے میں پہنچی۔

تھوڑی دیر عادل پر غصہ نکال لینے کے بعد وہ نیچے کچن میں آئی۔ نصرت دودھ گرم کر رہی تھیں۔

"کیا ہوا میرے بچے کو" انہوں نے اس کا پھولا منہ دیکھ کر اسے پچکارا۔

"آحل بھائی ایسا کیوں کرتے ہیں" وہ رونے کو تھی۔

"بیٹا اس نے صحیح کہا ہے۔ دیکھو میری جان لڑکوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا لیکن لڑکی ذات کے لئے بہت پھونک پھونک کہ قدم رکھنے پڑتے ہیں۔ اسی لئے مجھے آحل کے فیصلے میں کوئی برائی نظر نہیں آئی۔ ویسے بھی تم دونوں نے آؤٹنگ پر ہی جانا تھانا۔ تو آحل لے جائے گا" وہ اسے سمجھانے لگیں۔ کچھ باتیں سمجھ آئیں کچھ اسکے سر پر سے گزر گئیں۔ یا شاید وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔

"لائیں میں آحل بھائی کو دودھ دے آؤں" انہیں کپوں میں دودھ نکالتے دیکھ کر وہ کچھ سوچ کر بولی۔

"ہاں ضرور اور دوستی بھی کر آؤں۔۔۔" انہوں نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"کہیں بن ہی نہ جائیں میرے دوست" وہ سر جھٹک کر بولی۔

دودھ کا گلاس تھام کر سیڑھیاں چڑھ کے آحل کے کمرے کے باہر رک کر اپنے آپکو اس سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار کیا۔

ناک کرنے پر کم ان کی آواز آئی۔

آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

آحل سامنے رائیٹنگ ٹیبل کے ساتھ کرسی پر بیٹھا تیزی سے لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔

مضراب کی جانب پشت تھی۔اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا اس وقت دودھ کا گلاس لئے مضراب آئے گی۔

ٹیبل پر اسکے قریب گلاس رکھا مگر آحل کو متوجہ نہ دیکھ کر اس نے گلا کھنکھارا۔

اب کی بار آحل نے چونک کر دائیں جانب دیکھا۔آنکھوں میں حیرت سمٹ آئی۔

"آپ۔۔۔۔؟"سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

"وہ آپ سے کچھ بات کرنی ہے" تھوک نگل کر اسکی جانب دیکھے بنا آنکھیں نیچے کئے بولی۔

"کہو" آحل سمجھ گیا کیا کہنا ہوگا۔

"پلیز ہمیں گروپ کے ساتھ جانے دیں نا۔آخر آپ بھی تو یونیورسٹی ٹائم میں اپنے فرینڈز کے ساتھ کبھی کہیں کبھی کہیں جاتے رہتے تھے۔"انگلیاں چٹخا کر اس نے آحل کو یاد کروایا۔

"مضراب ہمارے گروپ میں کوئی لڑکی نہیں تھی"آحل نے دودھ پیتے ایک اچٹتی نظر اس پر ڈال کر کہا۔

"افوہ۔۔۔۔تو ہم وہاں کون سا فئیرز چلانے جا رہے ہیں۔ صرف گھومنے ہی تو جا رہے ہیں"اپنی بات منوانے کے چکر میں وہ یہ بھول گئی کہ وہ کتنی فضول بات کہہ گئی ہے۔

آحل کے چہرے کے تاثرات اسکی بات پر بدلے۔

"انف مضراب"غصے سے ایک ہاتھ ٹیبل پر زور سے مارتے ہوئے اس نے مضراب کو خاموش کروایا۔

مضراب ڈر کر تپک گئی۔

خوفزدہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

"اتنی بڑی ہو گئی ہو آپ کہ اس طرح کی گفتگو مجھ سے کرو"سخت لہجے میں اس کی کلاس لی۔

New Era Magazine

"پتہ نہیں آپ کا مسئلہ کیا ہے کیوں اتنی روک ٹوک کرتے ہیں۔ میں اب چھوٹی بچی نہیں ہوں کہ جس کے فیصلے آپ کرتے پھریں۔ میں اب بڑی ہو چکی ہوں۔اور اب مجھے آپ تو کیا کسی کے حکم کی ضرورت نہیں ہے" وہ لاوا جو نجانے کب کا اس کے اندر پل رہا تھا بالآخر باہر آ گیا۔

"جانتا ہوں۔ مگر یہ یاد رکھنا کہ جو لڑکیاں باغی ہوتی ہیں وہ اپنا بہت بڑا نقصان کرتی ہیں۔آپ ہم سب کو بہت عزیز ہو اور ہم ایسا بالکل نہیں چاہتے۔" آحل کو اپنے لہجے کی سختی کا احساس ہوا۔

لیکن مضراب کو اپنے لفظوں کی بد صورتی کا احساس نہیں تھا۔مزید کچھ بھی کہے بنا خاموشی سے اسکے کمرے سے چلی گئی۔

مگر جاتے جاتے جن طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا وہ آحل کو مضطرب کر گئیں۔

اور اگلے دن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مضراب نے کہیں بھی جانے سے انکار کر دیا۔

"وہ ایسی کیوں ہوتی جا رہی ہے" نصرت جس لمحے آحل کو مضراب کا فیصلہ بتانے آئیں۔پریشانی سے اس سے پوچھنے لگیں۔

"ٹھیک ہو جائے گی آپ پریشان نہ ہوں۔" انہیں تو تسلی دلا دی مگر خود وہ ان سے زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔

اس دن کے بعد سے مضراب نے آحل سے بات چیت بالکل بند کر دی تھی۔

سب گھر والے اس ناراضگی سے واقف تھے مگر اسے وقتی ري ایکشن سمجھ کر اگنور کرتے رہے۔

مگر یہ اگنور کرنا ہی انہیں مہنگا پڑ گیا تھا۔

مضراب آحل کی وجہ سے اتنی دل گرفتہ ہوئی کہ اسے چڑانے کی خاطر شہزاد کی جانب جھکاؤ بڑھانے لگی۔

آحل یہی اسکی خاموشی سے یہی سمجھا کہ اسے آحل کی بات سمجھ آ گئی ہے اور اب وہ کبھی ایسی حرکت نہیں دہرائے گی۔

لیکن یہ سب کی خام خیالی تھی۔

کافی سارے دن یوں ہی گزر گئے۔

کہ ایک دن آحل یونیورسٹی کی کیفے میں آیا۔اپنا برگر لے کر جس وقت وہ ٹیبل کی تلاش میں مڑا نظر سیدھا سامنے بیٹھی مضراب پر پڑی۔

جو عادل کے ساتھ نہیں بلکہ شہزاد کے ساتھ اکیلی بیٹھی تھی۔

اسکی باتوں پر وہ نظر جھکا کر شرم سے ہنس رہی تھی۔

آحل کے لئے یہ منظر کسی قیامت سے کم نہیں تھا۔

وہ تیر کی طرح ان کی ٹیبل کے پاس پہنچا۔

"مضراب یہاں کیا کر رہی ہو۔اٹھو یہاں سے "ان کے قریب آتے وہ مضراب سے درشت لہجے میں مخاطب ہوا۔

شہزاد نہ گھبرایا نہ پریشان ہوا۔ایک سرسری نگاہ آحل پر ڈالی۔

مضراب تو اسے دیکھ کر اور اس کا حکم سن کر بالکل ہی آپے سے باہر ہو گئ۔

"آئم سوری۔۔۔لیکن میں آپکی حکم ماننے کی پابند نہیں۔"غصے سے سر جھٹک کر وہ دوسری جانب دیکھنے لگی۔

"آپ کو سنائی نہیں دیا میں کیا کہہ رہا ہوں اٹھو یہاں سے "آحل کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔

اسے اندازہ تک نہیں تھا کہ اتنے مجمعے کے سامنے وہ یوں بدلحاظی کا مظاہرہ کرے گی۔

تلخی خود بخود لہجے میں در آئی۔اب کی بار اس نے مضراب کے اٹھنے کا انتظار نہیں کیا۔

بلکہ کلائی پکڑ کر اسے کرسی سے اٹھایا۔

آحل کی اس حرکت پر وہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

شہزاد بھی مشتعل ہو کر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ اسکے صرف ٹیچر ہیں۔۔۔ ٹیچر ہی بن کر رہیں۔ یہ سب آپکو سوٹ نہیں کرتا۔ وہ میری کلاس فیلو ہے میں جب چاہوں اس سے بات کروں۔۔آپ یہ سب کرنے والے کون ہوتے ہیں" وہ غصے سے بولا۔کیفے میں سناٹا چھا چکا تھا سب آحل کو جانتے تھے وہ کبھی کسی لڑکی کے ساتھ انوالو نہیں رہا تھا۔

اب کہاں ایک اسٹوڈنٹ پر یوں حق جتا رہا تھا۔سب کے ذہنوں میں کیوں کا سوالیہ نشان گردش کر رہا تھا۔

"میں مضراب کا ہزبینڈ ہوں اور یہ سب کرنے کا مجھے حق ہے۔آئندہ اس سے دور رہنا نہیں تو میں تم جیسوں سے بہت اچھے سے نبٹنا جانتا ہوں" انگلی اٹھا کر شہزاد کو وارن کرتا جو انکشاف وہ کر گیا تھا وہ مزاحمت کرتی مضراب کو ساکت کر گیا۔

آحل کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے تک اس کا سکتا نہیں ٹوٹا تھا۔

جوں ہی گاڑی جھٹکے سے ایک اشارے پر رکی مضراب بھی اپنے حواسوں میں واپس آئی۔

گردن موڑ کر آحل کا چہرہ دیکھا جہاں چٹانوں سی سختی در آئی تھی۔

"آ۔۔۔آ۔۔۔آپ نے وہ سب صرف مجھے وہاں سے اٹھانے کے لئے کہا تھا نا۔۔۔ہم۔۔م۔۔ہم میں ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے نا" اٹک اٹک کر وہ بمشکل اپنا خدشہ

الفاظ کی صورت ظاہر کر پائی۔

آحل نے کوئی جواب نہیں دیا۔اشارہ کھلتے ہی گاڑی بڑھائی۔

"آپ سے پوچھ رہی ہوں "اپنی بات کے جواب میں اسے خاموش دیکھ کر چلائی

"سن رہاہوں میں۔آپکی طرح کان اور آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھا۔مگر آپکے سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں "غصے سے ایک نظر اس کو دیکھ کر بولا

"کیوں۔۔۔۔کیوں پابند نہیں ہیں آپ میرے۔۔اگر مجھے آپ اپنی جاگیر سمجھ کر ٹریٹ کر سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں آپ سے کوئی حساب کتاب مانگ سکتی۔"اب کی بار بے بسی سے روتے ہوئے مضراب کے حوصلے دم توڑ گئے۔آخر آحل کو اس سے کیا مسئلہ تھا۔

"کیوں کرتے ہیں آپ یہ سب میرے ساتھ کیا بگاڑا ہے میں نے آپ کا۔میں جانتی ہوں آپ ہمیشہ سے اس بات سے جیلس رہے ہیں کہ نصرت پھوپھو مجھ سے اتنا پیار کیوں کرتی ہیں۔عادل آپکی جگہ مجھ سے اتنا کلوز کیوں ہے۔اور شاہجہان انکل میری کسی بات کو رد کیوں نہیں کرتے۔مگر یہ سب ان سب لوگوں سے کرنے کو میں نے تو نہیں کہا۔میری مما کی اگر جلدی ڈیتھ ہو گئی تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔پھوپھو اور باقی سب مجھ سے محبت کرنے لگ گ ۓ۔آپکے مقابلے میں مجھے ترجیح دینے لگ گئے

تو اس سب میں بھی میرا کیا قصور ہے۔ لیکن نہیں۔

آپ نے ٹھیکا اٹھار کھا ہے مجھے ہر ایک کے سامنے برا بنانے کا۔اب اگر شہزاد میری جانب متوجہ ہو رہا ہے تو وہ بھی آپ کو گوارا نہیں۔

آخر آپ کی یہ دشمنی کب ختم ہو گی۔اس جیلسی کا کوئی اختتام بھی ہے کہ نہیں۔

اور آج آپ نے اتنا بڑا جھوٹ گھڑا۔۔۔

نجانے کس کس نے وہاں سن لیا اور۔۔۔"اپنے دل کی بھڑاس نکال کر وہ بے بسی سے سر تھامے بیٹھی تھی۔

یہ جانے بنا کہ اسکے اندر کا غبار کسی کی پوری ہستی کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا۔

وہ یہ تو جانتا تھا کہ مضراب اسے برا سمجھتی ہے مگر اس حد تک یہ آج اسکے الفاظ نے اچھے سے واضح کر دیا تھا۔

"ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی شاید آپ جیسے بے وقوفوں کے لئے ہی کہا گیا ہے۔اور میرا اور آپ کا رشتہ مجھے کس حد تک آپکی زندگی میں انوالومنٹ کی اجازت دیتا ہے وہ آج آپ ماموں سے پوچھ لینا۔کیونکہ اتنا تو میں جان گیا ہوں کہ میرے متعلق جس قدر نفرت آپکے دل میں ہے وہ میری کسی بھی بات پر آپکو یقین کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ ماموں یا پھر ماما سے ہی اس بات میں چھپی سچائی

کے بارے میں پوچھنا۔" گھر کے آگے گاڑی روک کر اسے اترنے کا اشارہ کیا۔

آحل کی سنجیدگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا مگر مضراب اس کی بات پر دہل کر رہ گئ تھی۔

خاموشی سے بیگ پکڑ کر گاڑی سے اتری۔ جیسے کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں تھی۔

اسکے اترتے ہی آحل گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔

گھر کے اندر جا کر مضراب نے خود کو اپنے کمرے تک محدود کر دیا۔

نصرت اور عادل کے بہت بار بلانے پر بھی وہ کمرے سے باہر نہیں آئی۔

اگر آحل اتنے وثوق سے اتنی بڑی بات کہہ رہا تھا تو یقیناً اس میں کچھ سچائی تھی۔

آج تک کبھی اس نے ایسی کوئی بات اس سے نہیں کی تھی۔ یہ مذاق تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کسی سے تصدیق کرواتی۔ وہ اس سچ کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی۔

عادل کا بار بار فون آ رہا تھا۔ مگر وہ آنکھیں کان سب بند کر کے بیٹھی ہوئی تھی۔

"مضراب اب اگر تم نے دروازہ نہیں کھولا تو یا تو میں دروازہ توڑ دوں گا۔۔ یا پھر بابا اور ماموں کو کال کر دوں گا" عادل اسکے کمرے کا دروازہ دھڑ دھڑاتے ہوئے چیخا۔

آج اسکی طبیعت خراب تھی اور وہ یونیورسٹی نہیں جاسکا تھا۔

اسی لئے وہاں ہونے والے واقعہ سے بے خبر تھا۔

جس وقت آحل، مضراب کو گھر اتار کر گیا تھا۔اسی لمحے اس نے نصرت کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ وہ مضراب کو گھر چھوڑ گیا ہے۔

اس کی طبیعت خراب تھی اسی لئے وہ اسے لے آیا۔

کچھ بھی اور بتانے سے اس نے اجتناب کیا۔

جانتا تھا کہ اگر نصرت کو پتہ چلا کہ انکے نکاح والی بات اس طرح مضراب پہ کھلی ہے تو انہوں نے آحل کو ہی سخت سست سنانی تھیں۔

وہ فی الحال نکاح والی بات ابھی اس سے نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

مقصد صرف یہ تھا کہ پہلے اس کے اور آحل کے تعلقات کچھ بہتر ہو جاتے تب بتا دیتیں۔۔ لیکن اب۔۔۔

عادل کی آخری دھمکی پر اسے بالآخر دروازہ کھولنا پڑا۔

"واٹس رانگ ودیو۔۔۔ طبیعت خراب ہے تو کم از کم ہمیں تیمارداری تو کرنے دو۔ یہ

کیا کہ کمرہ بند کر کے بیٹھ گئی ہو" دروازہ کھلنے پر عادل اندر آتے ہوئے غصے سے بولا۔

"تمہیں کس نے کہا کہ میری طبیت خراب ہے" اسکی بات پر وہ حیرت سے بولی۔

"بھیا کا فون آیا تھا کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ تمہیں گھر چھوڑ کر آفس جا رہے ہیں" عادل کی بات پر اسے کچھ دیر پہلے کے واقعات یاد کر کے پھر سے غصہ آیا۔

"ایک تو تمہارے یہ بھیا" جبڑے بھینچ کر وہ غصے سے بولی۔

"پھو پھو کہاں ہیں" یکدم اس نے آر یا پار کا سوچتے نصرت کا پوچھا۔

"کچن میں ہیں اور تمہاری حرکتوں سے پریشان بھی ہیں" عادل اسکی سی ڈیز کے ریک کے پاس جا کر انہیں الٹتے پلٹتے ہوئے بولا۔

"ہمم" کچھ سوچ کر وہ باہر کی جانب بڑھی۔

نصرت کے پورشن میں آکر وہ کچن کی جانب بڑھی۔

"السلام علیکم پھو پھو" محبت سے انہیں پیچھے سے جا کر خود سے لگاتے بولی۔

"وعلیکم سلام۔۔رہنے دو یہ منہ دکھاوے کی محبتیں" وہ اسکے ہاتھ پرے کرتے ہوئے خفگی سے بولیں

"کب سے پریشان کر رکھا ہے۔" ناراضگی جوں کی توں تھی۔ برتن دھوتے وہ اسے

دیکھنے سے اجتناب کر رہی تھیں۔

جس کا مطلب تھا کہ سخت خفا ہیں۔

"پھو پھو۔۔آپ سے کچھ پوچھنا ہے" وہ نصرت کے رویے پر زیادہ غور نہیں کر سکی۔

انگلیاں چٹخاتے سر جھکائے بولی۔

"کیا بات ہے پریشان ہو۔۔کسی نے کچھ کہا" اسکے سنجیدہ لہجے پر انہوں نے بالآخر اس کی جانب دیکھا۔

پریشان سی لگی۔جلدی سے نل بند کر کے ہاتھ صاف کئے۔

دل گھبرا گیا۔

"بہت پریشان ہوں" پلکیں اٹھائیں۔آنکھوں میں ہلکورے لیتے آنسو نصرت کا دل بے چین کر گئے۔

"کیا ہوا ہے میری جان" اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔

"ک۔۔کیا۔۔میری اور۔۔۔"آنسوؤں نے گلے میں پھنس کے بولنے میں دقت پیدا کر دی۔

"کہو بیٹا" اسے خاموش ہوتا دیکھ کر نصرت نے بولنے پر اکسایا۔

"کیا میرا اور۔۔۔اور آحل بھ۔۔۔آحل کا نکاح ہو چکا ہے" بھائی کہتے کہتے بمشکل

رکی۔اب جب جان چکی تھی تو بھائی کہنے جیسی غلطی کیسے کرتی۔

"تم۔۔ تمہیں کس نے بتایا" نصرت بری طرح چونکی۔

"آ۔۔آحل نے" کہتے ساتھ ہی بھبھک کر روئی۔

نصرت نے سر پکڑ لیا۔یہ کیا کر دیا آحل نے۔۔۔دل میں سوچا۔

"پلیز پھوپھو سچ سچ بتائیں کچھ مت چھپائیے گا" انکے ہاتھ پکڑے اس نے اصرار کیا۔

"دیکھو بیٹا" وہ اسے اس انداز میں یہ حقیقت نہیں بتانا چاہتی تھیں کہ وہ سب سے متنفر ہو جائے۔اور انہیں لگ رہا تھا کہ اب ایسا ہی ہو گا۔

"پلیز پھوپھو جو بھی سچ ہے میں سننے کو تیار ہوں" وہ پھر سے رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"بیٹا جب تم نو سال کی اور آحل چودہ سال کا تھا تب ہم نے تم دونوں کا نکاح کر دیا تھا"

یہ سنتے ہی مضراب نے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

"میں نہیں چاہتی تھی کہ میری پھولوں سی بیٹی کو میں کل کو کسی انجان شخص کو دے دوں اور نہ ہی جہانگیر ایسا چاہتا تھا۔تم تو تب اس رشتے کی اہمیت کو نہیں سمجھتی تھیں۔ لیکن آحل سمجھدار تھا جانتا تھا کہ یہ رشتہ کیا ہوتا ہے۔اسکی مرضی سے ہم نے یہ سب کیا۔دیکھو بیٹا اس سب میں کوئی غلط مقصد نہیں تھا" انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھیں کہ وہ

کس انداز میں اسے سمجھاتیں کہ اس کا دل برا نہ ہوتا۔

"انکی تو مرضی پوچھ لی اور میں میری کوئی حیثیت نہیں۔ میری مرضی کہاں گئی" وہ غصے سے بولی۔

"نہیں بیٹے یہ۔۔۔۔"

"پلیز پھو پھو مجھے کوئی جھوٹی تسلیاں مت دیں۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے۔ میں سمجھتی تھی کہ میرے گھر والے پڑھے لکھے ہیں عام ذہنیت کے لوگ نہیں ہیں۔ مگر آپ لوگوں نے وہی کیا جو یہاں کہ شاید نوے فیصد ماں باپ کرتے ہیں۔ لڑکی کو بھیڑ بکری کی طرح ٹریٹ کرتے ہیں۔ میری اپنی کوئی مرضی نہیں۔۔۔ کوئی ویلیو نہیں" وہ دکھ سے بولی اور غلط بھی نہیں تھا۔ اپنی جگہ اسکی سوچ بالکل درست تھی۔

"یا اللہ میں تمہیں کیسے سمجھاؤں" نصرت بے بسی کی انتہا پر تھیں۔

"کچھ مت سمجھائیں۔۔۔ سب سمجھ گئی ہوں" انکے ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکتے وہ غصے سے کچن سے باہر نکل گئی۔

"کیا بکواس کی ہے تم نے مضراب کے ساتھ" نصرت نے اس کے نکلتے ہی آحل کو فون ملایا۔ اپنی بھڑاس اس پر نکالی۔

"میں نے کچھ نہیں کہا صرف حقیقت اسے بتائی ہے۔اور وہ اب بچی نہیں کہ ان باتوں کو سمجھ نہ سکے "آحل پہلے ہی تیار بیٹھا تھا۔اسے امید تھی کہ وہ گھر جا کر نصرت پر پھٹ پڑے گی۔اور وہی ہوا تھا۔

"اس سب کی نوبت کیوں آئی؟"انہوں نے تفتیشی انداز میں پوچھا۔

"وہ میں کسی کو بھی نہیں بتا سکتا۔بس اس سب کو ایسے ہی کھلنا تھا سو کھل گیا۔اب یہ سوچیں کہ اسے کنونس کیسے کرنا ہے"وہ انکی توجہ دوسری جانب دلا کر پہلی بات کو پوشیدہ کرتے ہوئے بولا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ شہزاد اور مضراب سے متعلق کوئی بھی بات گھر کے کسی بندے تک پہنچے۔وہ سب جو مضراب پر اندھا اعتماد کرتے ہیں وہ لمحہ بھر میں چکنا چور ہو جائے گا۔ وہ تو یہ سب ہضم کر گیا تھا کیونکہ وہ اس حقیقت کو اچھے سے سمجھتا تھا کہ مضراب انکے نکاح سے باخبر تھی۔اور باخبری میں اتنا مارجن دینا تو بنتا تھا۔

مگر وہ یہ سب گھر والوں کو نہیں سمجھا سکتا تھا۔

"تو بیٹا ایک کام کرو نا۔جتنی آسانی سے اسے یہ سب بتا دیا اسی طرح رخصتی بھی کروالو۔۔"وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"پلیز ماما اب آپ تو یہ سب نہ کریں"وہ انکی بات پر جھنجھلایا۔ایک تو بیوی اینٹھ رہی

تھی اوپر سے ماں بھی ہری جھنڈی دکھا رہی تھی۔ بیچارا مرد۔۔۔۔۔وہ سوچ کر رہ گیا

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔وہ تو اس قدر براری ایکشن دے کر گئی ہے۔

تمہارے بابا اور جہانگیر ہی اب سمجھائیں گے "وہ واقعی بری طرح پریشان تھیں۔

"چلیں دیکھتے ہیں "وہ انہیں کیا تسلی دیتا۔ابھی تو خود کو آنے والے دنوں کے لئے تیار کر رہا تھا۔

رات تک یہ بات سب کے علم میں آچکی تھی کہ مضراب اس نکاح سے واقف ہو چکی ہے۔

اگر کوئی اور اس بات پر حیران تھا تو وہ مضراب کے علاوہ عادل تھا۔

مگر وہ مضراب کی نسبت بے حد خوش تھا۔

مضراب نے سب کا بائیکاٹ کرر کھا تھا۔سارا دن وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں آئی۔

معاملے کی گھمبیر تا کو دیکھتے ہوئے جہانگیر نے باقی سب کو اسے چھیڑنے سے منع کیا۔

انہوں نے اس سے خود بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

رات میں کھانا کھا چکنے کے بعد وہ اسکے کمرے کی جانب بڑھے۔

مضراب رات کے کھانے پر بھی باہر نہیں آئی۔

اس کا کھانا اسکے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔

کچھ دیر پہلے ای شہزاد سے بات کر کے فارغ ہوئی تھی۔

وہ اسے اس رشتے کے خلاف اچھی طرح بھڑکا چکا تھا۔

اس وقت وہ بہت ہی دلگرفتہ تھی۔

دروازے پر ناک کی آواز آئی۔

"کم ان" جواب ملتے ہی جہانگیر اندر داخل ہوئے۔

"بابا جانی" مضراب انہیں دیکھ کر چونک گئی۔

"کیسی ہے ہماری بیٹی" وہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے دیکھتے ہوئے۔ دروازہ بند کر کے اسکے بیڈ کی جانب بڑھے۔

جہاں وہ ٹانگیں فولڈ کئے سینے سے لگائے پریشان حال بیٹھی تھی۔

"بالکل بھی ٹھیک نہیں" وہ سر نفی میں ہلاتے ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔

جہانگیر کے دل کو کچھ ہوا۔ منتہا کی وفات کے بعد یہ پہلا موقع تھا جب وہ یوں سب سے خفا ہوئی تھی۔

کسی ایک سے ہو جاتی تھی۔ مگر یوں خفا ہو کر کمرے میں قید کبھی بھی نہیں ہوئی تھی۔

وہ خاموشی سے اسکے بیڈ پر بیٹھے۔

" بیٹے بہت سے فیصلے وقت اور حالات کے حساب سے کرنے پڑتے ہیں "انہوں نے تمہید باندھی۔

" باباجانی ایسے کیا حالالت آگ ئے تھے۔صرف نو۔۔۔صرف نو سال کی تھی میں" وہ اس بات کو تو منہ پر ہی نہیں لا رہی تھی کہ اسے بتایا کیوں نہیں گیا۔ابھی تک وہ یہی دہرا رہی تھی کہ یہ نکاح کیوں ہوا۔

" میرا خیال ہے کہ تمہاری پھوپھو تمہیں بتا چکی ہیں۔میں اور وہ تمہیں کبھی دور نہیں جانے دینا چاہتے تھے۔اور ویسے بھی گھر کی ہی تو بات تھی۔اسی لئے۔۔۔ "

"اسی لئے آپ نے سوچا اسکی مرضی کو کیا کرنا ہے۔یہ بیٹی ہے۔اور بیٹیوں کی مرضی کب کوئی پوچھتا ہے"ان کی بات کاٹ کر وہ تلخ لہجے میں بولی۔

"مضراب۔۔۔"وہ بے اختیار اسے ٹوک گ ئے۔

"ہاں ناغلط کیا ہے اس میں مجھے ہر طرح کی آزادی دینے کے بعد میری زندگی کا اتنا اہم فیصلہ آپ لوگوں نے اپنی مرضی سے کیا۔آپ میں اور ایک ان پڑھ ماں باپ میں کیا فرق رہ گیا"اسکے لہجے میں یہ ہٹ دھرمی اور گستاخی پہلے کبھی نہیں آئی تھی۔

"اچھا ہوتا ان پڑھ ماں باپ کی طرح تم پر پابندیاں لگاتے تو پھر لہجے میں یہ کڑواہٹ نہ

ہوتی" وہ پر تاسف نظروں سے اسے دیکھ کر بولے۔

"میں یہ نکاح بہت پہلے کرنا چاہتا تھا۔ مگر نصرت اور جہانگیر نے مجھے روک دیا۔ انہوں نے کہا کہ پہلے آپ یہ تسلی کر لینا کہ آحل، مضراب کے لئے پوری طرح سے قابل ہے کہ نہیں۔ اور چودہ سال کی عمر میں بچے کے طور طریقوں کا کافی حد تک اندازہ ہو جاتا ہے۔ آحل مجھے شروع سے بے حد عزیز تھا۔ اسکی درست روش دیکھ کر میں نے یہ فیصلہ کیا۔ کیا ہمارا فیصلہ اتنا غلط ہے۔ کیا آحل اتنی غلط چوائس ہے۔ کون سی ایسی بات ہے کہ تم اس رشتے پر یوں ری ایکٹ کر رہی ہو۔" آخر انہوں نے اس سے دو ٹوک بات کی۔

اگر وہ خود کوئی لحاظ ملحوظ نہیں رکھ رہی تھی تو اس کا مطلب تھا کہ اس سے کھل کر ہر بات کی جائے۔

بہت سے خدشے ان کے ذہن میں سر اٹھا رہے تھے۔ اور وہ دعا گو تھے کہ یہ خدشے محض خدشے ہی ثابت ہوں۔

"میں نے یہ نہیں کہا کہ وہ برے ہیں۔۔ یا کوئی غلط انسان ہیں" جہانگیر کے دو ٹوک انداز پر وہ گھبرا کر بولی۔

اب ایسی کون سی خامی آحل کی نکالتی۔ کیونکہ وہ واقعی ان لڑکوں میں سے تھا جن میں

ڈھونڈنے سے بھی کوئی خامی نظر نہ آئے۔کیا یہ بہت نہیں تھا کہ اب تک اس نے یہ بات چھپائی ہوئی تھی کہ یہ سب حقیقت کھلنے کی نوبت کیوں اور کس وجہ سے پڑی۔ کیونکہ کسی کے بھی انداز سے یہ نہیں لگ رہا تھا کہ وہ شہزاد والے واقع سے واقف ہیں۔ ورنہ سب کے انداز یقینا بدلے ہوتے۔

"تو پھر؟" انہوں نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا جیسے بہت کچھ جان چکے ہوں۔

"ضروری ہے کہ آپکی صحیح چوائس مجھے بھی صحیح لگے۔۔ویسے بھی وہ ہر وقت مجھے ڈانٹتے رہتے ہیں۔وہ اچھے صحیح مگر میرے معاملے میں وہ انتہائی خشک انسان ہیں۔ عضیلے شوہر ہی ثابت ہوں گے۔انہیں میری ہر بات سے اعتراض ہوتا ہے۔یہ انکی عادت ہے اور عادتیں کبھی نہیں بدلتیں" اس نے اپنی طرف سے بڑی مضبوط دلیل پیش کی۔

مگر اسکی بات کے پہلے الفاظ جہانگیر کو چونکا گئے۔

"وہ ابھی تمہیں صرف ایک کزن کی طرح ٹریٹ کرتا ہے۔اور مجھے اس کا یہ انداز پسند ہے۔جہاں ہم سب نے تمہیں ڈھیل دے رکھی ہے کوئی تو ہے جو تمہیں ٹوکنے والا ہے۔ویسے بھی یہ اس کا کئیر نگ انداز ہے۔وہ ہر سرد و گرم سے تمہیں بچانا چاہتا ہے اور اس سے زیادہ محبت کی کوئی اور دلیل نہیں کہ اس نے اب تک اپنے اور تمہارے

تعلق کو جاننے کے بعد تمہیں اسکی ہوا تک نہیں لگنے دی" انکی ٹھوس دلیل کے آگے اسے اپنی باتیں بے تکی ہی لگیں۔

"وہ سخت گیر کہیں سے نہیں ہے۔ہاں وہ معاملات کو بہت ذمہ داری سے دیکھتا ہے اور ہر باپ اپنے داماد میں یہی ایک بات دیکھنے کا خواہشمند ہوتا ہے کہ وہ اسکی بیٹی کو دنیا کی مصیبتوں سے بچانے کی کتنی اہلیت رکھتا ہے یا لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا ہے۔آحل نے ہر لمحہ خود کو منوایا ہے۔اس کا فیوچر برائٹ ہے ہمارے کاروبار کو اس نے کہاں سے کہاں پہنچادیا ہے۔اس سے زیادہ اور تمہیں کیا چاہئیے۔" وہ اچنبھے سے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ سب باتیں جو کبھی کوئی باپ اپنی بیٹی سے نہیں کرتا اسکی حماقتوں کے سبب انہیں کرنا پڑھ رہی تھی۔

"پھر بھی میں یہ کہوں گی وہ میری چوائس نہیں ہیں" وہ بے لچک لہجے میں بولی۔

"مضراب میں یہ سوچنا بھی نہیں چاہتا کہ میری بیٹی ہماری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر کسی غیر کو جانے پہچانے بنا اپنی زندگی میں شامل کر چکی ہے" کٹیلی نگاہ اس پر ڈالتے وہ یہ سب الفاظ بمشکل اپنی زبان پر لائے۔

مضراب نے نظریں چرائیں۔جہانگیر اسکی حرکت پر شدید تکلیف سے دوچار ہوئے۔

"باباجانی مجھے اس نکاح کا علم نہیں تھا۔اور اگر ہوتا بھی تب بھی آحل میری چوائس

نہیں ہو سکتے۔ میں۔۔۔ میں کسی اور سے شادی کر لوں گی ان سے نہیں "اٹک اٹک کر کہتے بھی وہ شہزاد کا نام نہیں لے پائی۔

"نام بتاؤ" انہیں لگا انکی آواز کسی گہری کھائی سے آئی ہو۔

ایسی حرکت کرنے پر بیٹیاں ماں باپ کو گہری کھائی میں ہی پھینک دیتی ہیں۔

پسند کرنا اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرنے میں زمیں آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

اور مضراب اس وقت صرف ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

"شہزاد میرا کلاس فیلو ہے۔ باباجانی یہ کوئی طوفانی عشق نہیں ہے۔ مگر وہ اچھا انسان ہے بس اسی لئے "اسے سمجھ نہ آئی باپ کے سامنے یہ سب کہے۔ جو بھی تھا وہ کبھی اتنی بے باک نہیں رہی تھی۔

لیکن اس کی ضد اسے ہر اچھی عادت کو ترک کرنے کا کہہ رہی تھی۔اور وہ کر رہی تھی۔

"کتنا جانتی ہو اسے چار ماہ چھ ماہ۔۔۔ دو سال۔۔ دس سال۔۔۔ "وہ دکھ سے بولے۔

"باباجانی ضروری نہیں کہ کسی اچھے انسان کو سالوں سے ہی جانا جائے۔ جو اچھا ہوتا ہے اس کا لمحوں میں پتہ چل جاتا ہے "جہانگیر اسکے بے دھڑک بلکہ کسی حد تک بے شرم انداز پر اسے دکھ سے دیکھنے لگے۔

یہ ان کی مضراب تو نہیں تھی۔وہ کبھی ان سے اس انداز میں نہیں بولی تھی۔ کبھی یوں بحث نہیں کی تھی۔

اور جب بچے ماں باپ کے سامنے تن کر کھڑے ہو جائیں۔تو اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی بھڑکانے والا ضرور ہوتا ہے۔

وہ بغیر دیکھے شہزاد کو پرکھ چکے تھے۔

"اس وقت میرے پاس کچھ اور کہنے کو نہیں ہے" وہ واقعی بے حد لگرفتہ ہوئے تھے۔

مزید کچھ بھی کہنے اور سنے بنا وہ اسکے کمرے سے جا چکے تھے۔

مضراب کوشش کے باوجود انہیں روک نہ پائی

اگلے دن جہانگیر جھکے سر اور گردن سمیت بہن کو اپنی بیٹی کی کوتاہی بتا چکے تھے۔

"مجھے معاف کر دیں آپا۔شاید میری ہی بیٹی اس قابل نہیں تھی کہ آحل جیسے بندے کی زندگی کا حصہ بنتی۔" وہ نحیف آواز میں بولے۔ایک ہی دن میں وہ برسوں کے بیمار لگ رہے تھے۔

نصرت سر پکڑے بیٹھیں تھیں۔

"مجھے معاف کر دو میری تربیت میں کوئی کوتاہی رہ گئی ہو گی۔ ورنہ مضراب ایسی نہیں تھی۔" انہیں آحل کی باتیں یاد آئیں۔ واقعی اپنی ماں کے علاوہ تربیت ہر کوئی نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ماں کا درجہ اتنا بلند نہ ہوتا اور کسی کی بھی اولاد کی تربیت کوئی بھی دوسری عورت باآسانی کر دیتی۔

"نہیں آپا۔۔ایسامت کہیں میں جانتا ہوں کہ آپ نے اسکی تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔ مگر شاید اسے یہ سب راس نہیں آیا" وہ کہتے بھی تو کیا۔منتہا کے بعد نصرت کے سر چھوڑ کر وہ جیسے اپنی ہر ذمہ داری سے پیچھے ہٹ گئے تھے۔

اس سب میں انہیں بھی اب اپنا قصور نظر آرہا تھا۔اولاد کی ہر بات مان لینا ہی ان سے محبت نہیں ہے۔بلکہ ان کی شخصیت کو نکھارنا اصل محبت ہے۔اور جس طرح کندن کو نکھارنے کے لئے بہت بار کوئلے کی بھٹی سے گزرنا پڑتا ہے اسی طرح اولاد کی اچھی تربیت کرتے وقت بہت بار ماں باپ کو سختی سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔اس سے پہلے کے اولاد زمانے کی ٹھوکر کھا کر سدھرے بہتر ہوتا ہے کہ ماں باپ ہی اولاد کو پالتے پوستے کبھی کبھی انہیں سختیوں سے گزاریں۔

یہ بات جہانگیر کو بلکہ سبھی کو بہت دیر سے سمجھ آئی تھی۔

اور آہستہ آہستہ یہ بات سب کو پتہ چل گئی کہ مضراب کس کے لئے آحل کو ریجیکٹ

کر رہی ہے۔

آحل کو جیسے ہی اس سب کی خبر ہوئی وہ مضراب کے سر پر جا پہنچا۔

شام کا وقت تھا وہ مطمئن سی اپنے پورشن کے لان میں لان چیئر زپر بیٹھی چائے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔اور ساتھ ساتھ شہزاد کے ساتھ موبائل پر چیٹنگ چل رہی تھی۔

وہ اسکی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں پر پوری طرح قابض ہو چکا تھا۔

"میں نے باباجانی سے بات کر لی ہے۔مجھے امید ہے وہ کچھ دن ناراض رہیں گے پھر ہمارے لئے مان جائیں گ ےئے۔آخر میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں" وہ بے حسی کی انتہاؤں کو چھو رہی تھی۔اس قدر بے حسی در آئی تھی کہ رات سے کمرے میں بند جہانگیر کی اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔وہ شہزاد کے ساتھ اپنے مستقبل کے تانے بانے بننے میں لگی ہوئی تھی۔

" گریٹ۔۔یار۔۔۔وہ تمہارے سو کالڈ شوہر کے کیا حالات ہیں۔وہ تو کوئی پھڈا نہیں کرے گا" شہزاد کے ریپلائی پر استہزائیہ مسکراہٹ اسکے چہرے پر آکر معدوم ہوئی۔

ابھی وہ جواب لکھنے میں مگن تھی کہ آحل اسکے سر پر آپہنچا۔

"کیا بکواس کی ہے آپ نے ماموں سے ؟" اس نے چونک کر سر اٹھایا۔

اپنے قریب کھڑے آحل کو دیکھ کر برا سا منہ بنایا۔

"وہ میرا اور میرے بابا کا معاملہ ہے آپ کون ہوتے ہیں کچھ کہنے والے "اس کا لہجہ آحل کو بڑی مشکل سے اسکے منہ پر ایک تھپڑ رسید کرنے سے روک رہا تھا۔

"جب تک آپ میرے نکاح میں ہو۔آپ کا اور میرا معاملہ الگ الگ نہیں ہے" اسکے قریب جھکتے ہوئے وہ ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولا۔

اس نے گھبرا کر چہرا تھوڑا سا پیچھے کیا۔

"ایسے نکاح کو میں نہیں مانتی جس میں میری مرضی شامل نہیں "لہجہ متوازن کرتے وہ پھر سے اسی لہجے میں بولی۔

"کیا کرو گی۔۔۔کورٹ جاؤ گی۔۔۔خلاء کا کیس دائر کرو گی۔۔"اسکے سامنے رکھی کرسی کو اسکے قریب کرکے اس پر بیٹھتے آگے کو جھک کر طنزیہ نظر اس پر گاڑھی۔ ایسے بولا جیسے اسکی سوچ تک رسائی حاصل کرلی ہو۔

"اوکے گو آہیڈ۔۔۔۔جس شخص کے کہنے پر آپ اپنی اور ہم سب کی زندگی کو خراب کرنے کا مشن لئیے ہوئے ہو۔۔۔اسکی کہو کہ آپکے بارے میں ہر سچائی اپنے ماں باپ کو بتا کر سیدھے راستے سے رشتہ بھیجے۔۔جس دن وہ اپنی ماں باپ کی مرضی سے رشتہ لے آیا۔میں اسی دن آپ کو آپکی مرضی کا فیصلہ سنا دوں گا۔یہ میرا آپ سے پرامس

ہے۔یہاں سب کو بھی میں خود ہینڈل کر لوں گا۔اور اگر وہ یہ سب نہ کر سکا تو پورے پندرہ دن بعد آپ کو میری بیوی کی حیثیت سے یہاں سے میرے کمرے میں رخصت ہونا پڑے گا۔پندرہ دن کا ٹائم ہے اس سے زیادہ میں یہاں اس گھر کے کسی بندے کو آپکے لئے کنونس نہیں کر سکتا۔"آحل کی بات پر وہ حق دق بس اسکی شکل دیکھ رہی تھی۔

اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اس سے دستبرداری کی بات بھی کر سکتا ہے۔

وہ تو یہی سوچے بیٹھی تھی کہ وہ شہزاد والی بات پر بھڑکے گا۔

اور اسے کبھی نہ چھوڑنے کی باتیں کریں گا۔بدلہ لینے کا کہے گا۔

اور وہ پھر سب کے سامنے اسکی سفاکی بیان کرے گی۔

مگر یہ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا وہ اتنا ہی اچھا ہے کہ۔۔۔

اس کا ذہن منتشر ہو چکا تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔آپکو پتہ ہے ماموں اس سب کے بات کس قدر غصے میں ہیں وہ تو آج رات آپکی رخصتی کرنے پر مصر تھے۔مگر میں نے ہی انہیں روکا۔اور یہ پندرہ دن کا ٹائم بھی مانگا۔

اس سے زیادہ میں آپکو فیور نہیں دے سکتا۔آپ شہزاد سے بات کرو۔۔اور مجھے جلد ہی جواب دو تاکہ میں یہاں سب کو منا سکوں۔"اسے خاموش دیکھ کر وہ پھر سے بولا۔

وہ انجان بھی کہ جہانگیر کیا فیصلہ کئے بیٹھے ہیں۔

آحل کی زبانی سن کر وہ اور سکتے میں چلی گئ۔

"تو پھر آپ بات کرو گی اس سے ؟"وہ اتنا اصرار کیوں کر رہا تھا۔اپنی ہی بیوی کے لئے۔۔

مضراب نے اسے پھر سے خالی نگاہوں سمیت دیکھا۔ہولے سے سر اثبات میں ہلایا۔

"گڈ"اسکے گود میں رکھے ہاتھوں کو تھپتھپا کر کرسی دھکیل کر اٹھا اور متوازن چال چلتا چلا گیا۔

اسکی وجیہہ شخصیت کی تو وہ ہمیشہ سے قائل رہی تھی۔

مگر اس لمحے نجانے کیوں وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت لگا۔نرم سے تاثرات سمیت جب وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

مضراب کے دل کو کچھ ہوا۔

www.neweramagazine.com

کیا کوئی اپنی بیوی کے لئے یہ سب کر سکتا ہے ؟۔

خود سے سوال کیا۔

مگر کوئی جواب نہ ملا گہرے سناٹے چھا گ ئے۔

اگلے دن یونیورسٹی میں فری پیریڈ کے وقت اس نے شہزاد سے وہ سب کہنے کا سوچا جو آحل اسے کہہ گیا تھا۔

"کل آحل میرے پاس آئے تھے۔وہ کہہ رہے تھے کہ وہ مجھے چھوڑ دیں گے۔ مگر تب جب تم اپنے پیرینٹس کی مرضی سے میرے گھر میرا رشتہ لے کر آؤ۔اور اس سب کے لئے ہمارے پاس صرف پندرہ دن ہیں" اسکی بات پر شہزاد جو بہت خوش ہو رہا تھا یکدم مشتعل ہوا۔

"یہ کیا بکواس ہے۔۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے"شہزاد کی بات پر اسکے چہرے پر ایک سایہ لہرایہ۔

"کیا مطلب۔۔۔کیا تم مجھ سے شادی کے خواہشمند نہیں" وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"نہ۔۔نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ لیکن پندرہ دن میں میں اپنے پیرنٹس کو نہیں

منا سکتا" وہ ہکلا کر بولا۔

"جب آحل میرے گھر والوں کو میرے لئے اتنے دنوں میں کنونس کر سکتے ہیں تو تمہارے پیرنٹس کیوں نہیں؟ "

اب کی بار مضراب غصے سے بولی۔

"تم کوئی کنواری لڑکی نہیں ہو۔ کہ میں اپنے ماں باپ کو کہوں کہ فلاں لڑکی کے لئے رشتہ لے جائیں تو وہ مان جائیں گے۔ تمہارا نکاح ہو چکا ہے اور تم طلاق یافتہ ہو گی۔ خود سوچو ایک طلاق یافتہ کی ہمارے معاشرے میں کیا حیثیت ہوتی ہے۔" شہزاد کی باتوں پر اسے لگا اسکے دماغ میں دھماکے ہو رہے ہیں۔

"تم۔۔ تم" مضراب سے بولا نہ جا سکا۔

"دیکھو یہ کوئی فلم یہ کہانی نہیں ہے۔ حقیقت ہے اور اس میں ہمیں حقیقت پسند بن کر ہی سوچنا ہو گا۔

اب بے شک تمہاری رخصتی نہیں ہوئی لیکن تم دونوں ایک لمبے عرصے سے ایک دوسرے کے ساتھ رہ رہے ہو۔ کیا پتہ تم دونوں میں تعلقات کی نوعیت۔۔۔ "

"اف شہزاد۔۔۔۔ میں تم سے شادی کی بھیک مانگنے نہیں آئی نہ مجھے کوئی طوفانی محبت ہے کہ میں تمہارے بنا مر جاؤں گی۔

میں تمہیں ہر گز اجازت نہیں دے سکتی کہ محبت کے نام پر تم میری ذات کی دھجیاں اڑاؤں۔

میرا اور آحل کا کیا رشتہ ہے اور کس حد تک ہے مجھے تمہیں تو کیا کسی کو بھی کبھی وضاحت دینے کی ضرورت نہیں۔

آئندہ مجھے اپنا چہرہ بھی مت دکھانا" وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ شہزادا سکے اور آحل کے بارے میں اس حد تک سوچ لے گا۔

کیا محبت ایسی ہوتی ہے۔۔۔

اپنے محبوب کی عزت کو بھرے بازار میں رسوا کرنے والی۔ محبوب کے کردار پر انگلیاں اٹھانے والی۔

وہ تیز قدموں سے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھی۔

ہر منظر دھندلا رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے جنہیں وہ تیزی سے صاف کر رہی تھی۔

گھر آکر بھی وہ اپنے کمرے میں بند ہو چکی تھی۔ کسی کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

جس شخص کے لئے وہ اپنے جان سے پیاروں کے آگے تن کر کھڑی ہو گئی تھی وہ اپنے دعوؤں میں اتنا بودا نکلا تھا۔

عادل کو یونیورسٹی میں ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اسکے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔

گھر آکر اسکے یوں چھپ جانے پر اس سے رہانہ گیا تو اسکے کمرے میں آ پہنچا۔

"کیا ہوا ہے" دروازہ ناک کر کے اجازت ملنے پر وہ کمرے میں داخل ہوا۔

کوئی بھی تمہید باندھے بناوہ مضراب سے مخاطب ہوتا اسکے کمرے میں رائیٹنگ ٹیبل کے قریب موجود کرسی بیڈ کے پاس لاکر اس پر بیٹھا۔ جہاں بیڈ پر مضراب آنکھوں میں ویرانی لئے بیٹھی تھی۔

"مضراب۔۔۔" اسے مضراب کو زور سے پکارنا پڑا۔

"کیا میں نے غلط شخص کا انتخاب کیا ہے" کس سے مدد مانگتی سبھی کو تو خفا کر بیٹھی تھی۔

صرف ایک عادل ہی بچا تھا لہذا اس سے پوچھا۔

"دیکھو مضراب میں اس وقت آحل بھیا کا بھائی جن کر نہیں بلکہ صرف تمہارا دوست بن کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

اگر غیر جانبداری سے سوچا جائے تو آحل بھیا میں ایسی کوئی خامی نہیں کہ انہیں یوں

ریجیکٹ کیا جائے۔

تم انکی باقی سب صفات کو چھوڑ دو۔ صرف اس ایک خوبی کو یاد رکھو کہ کون ایسا شوہر ہو گا جو اپنی بیوی کو کسی غیر اور نا محرم کے ساتھ دیکھ کر بھی اسے مورد الزام نہ ٹھہرائے۔اس پر شک نہ کرے اسے مارجن دینے کی بات کرے۔

تم یقین کرو۔مجھے خود پتہ نہیں چلا کب شہزاد تمہاری جانب متوجہ ہوا۔اور یہ سب جاننے کے بعد مجھے بھی تم پر شدید غصہ آیا کہ تمہیں اتنی آزادی دینے کا کیا یہی اثر ہوا کہ اور بہت سی عام لڑکیوں کی طرح تم بھی ہمارے ہاتھوں سے نکل گئیں۔

اور جب یہی سب میں نے آحل بھیا سے کہا تو وہ بولے۔

"عادل وہ انسان ہے۔اور ہر شخص زندگی کے موڑ پر کبھی نہ کبھی یہ خواہش کرتا ہے کہ وہ چاہا جائے۔

اسکی یہ خواہش غلط نہیں۔اور اس کا یہ اقدام بھی غلط نہیں کیوں کہ وہ اس نکاح سے ہی انجان تھی۔اس نے کچھ بھی جانتے بوجھتے نہیں کیا۔لہذا ہمیں اسے یہ مارجن دینا چاہئے کہ وہ اپنے فیصلے کو سدھار سکے۔

اس میں اسکی غلطی کہیں بھی نہیں ہے۔اگر میں بھی اس کی جگہ ہوتا تو شاید میرا بھی ری ایکشن مختلف نہ ہوتا۔یہ کوئی کمرے کی سلیکشن ،گاڑی کی چوائس یا کپڑوں کی

خریداری کی بات نہیں ہے کہ ہم نے اپنی مرضی کر لی۔ بلکہ یہ اسکی عمر بھر کی زندگی کی بات ہے۔اسی لئے یہ سب ماننے میں اسے کچھ وقت لگے گا۔

اور ہماری عقلمندی یہ ہے کہ ہم اسے وہ وقت دیں"۔"آحل کی باتیں بتا کر وہ کچھ لمحے کے لئے رکا اور مضراب جو پہلے ہی شہزاد کی باتوں کی وجہ سے اس سے متنفر ہو چکی تھی۔

آحل کے خیالات سن کر اپنے آنسو روک نہ سکی۔

"اب تم مجھے یہ بتاؤ کے کیا یہ انکی اعلیٰ ظرفی نہیں۔ کہ وہ اسے تمہاری غلطی نہیں مان رہے۔ جبکہ میرے نزدیک اگر تمہارا نکاح نہ بھی ہوتا تب بھی تمہیں یوں کسی کو پسند کر کے ہٹ دھرمی کا اختیار حاصل نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ہمارے ماں باپ نے ہمیں یہ تربیت نہیں دی۔"وہ پھر سے خاموش ہوا۔اسکے آنسو صاف کئے۔

"اور اب تمہاری پسند پر بات کرتے ہیں۔کیا شہزاد نے آحل بھیا کی طرح اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے۔۔۔کیا اگر بھیا تمہیں طلاق دے دیں تو وہ تمہیں قبول کر لے گا"

عادل کچھ اور بھی کہتا کہ مضراب پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اور صبح کی اپنی اور شہزاد کی گفتگو اسے من و عن سنائی۔

"اب تم خود سوچو کہ کون سی چوائس بہتریں ہے۔ تمہاری یا ہمارے بڑوں کی۔

مضراب ہم بچے صرف وہی دیکھتے ہیں جو ہمیں سامنے نظر آ رہا ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے ماں باپ اپنی زندگی اور تجربوں کے باعث وہ سب بھی دیکھ لیتے ہیں جو ہمیں بہت دیر بعد سمجھ آتا ہے۔

اب اگر ہم کسی بھی ٹین ایج کے بچوں کی فیلنگز اور انکی عمر کے تقاضوں کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہوں تو یہ سب اسی لئے ہو گا کہ ہم اس دور سے گزر آئے ہیں۔ اب ہمارے پاس اس عمر کا تجربہ ہے۔ اسی طرح ہمارے ماں باپ اس دور سے گزر چکے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہمارے لئے صحیح غلط کیا ہے" عادل نے سچے دل سے اسے سمجھایا۔

" مگر اب۔۔۔ اب کیا ہو گا میں سب کو ناراض کر چکی ہوں۔ آ حل کیا سوچیں گے میرے بارے میں "تو کیا وہ اس رشتے کو قبول کر رہی تھی۔ عادل کو اسکی بات سن کر خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کیا تم شہزاد سے دستبردار ہو چکی ہو؟" عادل نے اپنی سوچ پر تصدیق کی مہر لگانی چاہی

"میں نے اسے کبھی اپنایا ہی نہیں تھا کہ دستبردار ہوں۔۔۔۔ ویسے بھی میں نے کون سا اس سے عشق و محبت کے راگ الاپے تھے۔ بس نکاح کا سن کر میں اپ سیٹ ہو گئی تھی۔ اور ایسا لگا تھا کہ شہزاد کی صورت اس رشتے سے رہائی مل جائے گی۔" وہ سچے دل

سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کر رہی تھی۔

"میں نے آحل کی صرف ظاہری باتوں کو دیکھا تھا۔ یہ سوچ ہی نہیں سکی تھی کہ اس شخص نے کہاں کہاں مجھے بچایا ہے "ایک اور اعتراف۔

"اور پھر معلوم ہوا کہ میرے بھیا سچے دل سے تم سے محبت کرتا ہے" عادل شرارت سے بولا۔

"محبت کا تو مجھے نہیں پتہ ہاں یقیناّوہ میرا خیال ضرور رکھتے ہیں" آحل کے ذکر پر اس کے چہرے پر لالی بکھری۔

"کیا وہ مجھے میری حماقتوں پر معاف کر دیں گے "لہجہ میں پریشانی جھلکی۔

" بالکل۔۔۔۔ مگر کب تک یہ تو وہی جانتے ہیں۔ بہر حال تم نے انہیں ہرٹ کیا ہے۔ "عادل نے اسے ڈرایا۔

اسی رات عادل کے کہنے پر اس نے ڈائینگ ٹیبل پر ہی سب سے معافی مانگنے کا وعدہ کیا۔

ڈائینگ ٹیبل پر بالکل خاموشی تھی۔

عادل نے آنکھوں سے اسے اشارہ کیا جو باری باری سب کے چہروں کو دیکھ رہی تھی۔

سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی رقم تھی۔

وہ تھوڑا جھجھکی۔

منہ بسور کر عادل کو دیکھا۔

اسی لمحے آحل کی نگاہ اس پر پڑی۔

عادل نے گھرکا۔

اب مشکل مرحلہ یہ تھا کہ کسی کو مخاطب کرتی یا بس ایسے ہی بول دیتی۔

"میں۔۔۔ میں آپ سب سے معافی مانگنا چاہتی ہوں" آنکھیں بند کر کے وہ جلدی سے بولی۔

آحل کی ہنسی چھوٹ گئی۔

جسے اس نے بڑی مشکل سے قابو کیا۔

نصرت، جہانگیر اور شاہجہان نے پہلے اسے اور پھر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"بیٹا کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ اگر آپ اس رشتے کو برقرار نہیں رکھنا چاہتی تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ ہماری خاموشی صرف اسی لئے تھی کہ ہم سب ذہنی طور پر اس سب کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن اب"

"لیکن اب کچھ نہیں بابا" مضراب نے شاہجہان کی بات کاٹی۔

وہ شروع سے عادل اور آحل کی طرح انہیں بھی بابا کہتی تھی۔

"مجھے سمجھ آگئی ہے کہ میں غلط تھی۔ بڑے ہمیشہ اپنے بچوں کی بہتری کے لئے فیصلے کرتے ہیں۔ اور ہم بچے صرف اپنے مفاد کا سوچتے ہیں۔ اور یہ سب سوچتے یہ تک بھول جاتے ہیں کہ ہماری وقتی خوشی حاصل کرنے کے یہ فیصلے ہمیں عمر بھر تکلیف سے دوچار کریں گے۔

مجھے کچھ دن میں ہی سہی مگر یہ سمجھ آچکا ہے کہ آپ سب نے میرے لئے بہترین شخص کا انتخاب کیا ہے۔ اور جسے میں ہیرا سمجھی تھی وہ پتھر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ایسا پتھر جو راستے میں لوگوں کو سوائے ٹھوکر اور تکلیف دینے کے سوا کچھ نہیں۔

میں نے آپ سب سے بہت بدتمیزی کی اور اس کے لئے میں کبھی خود کو معاف نہیں کروں گی۔

پلیز آپ سب مجھے معاف کر دیں۔

پھوپھو ویسے ہی مجھے سمیٹ لیں جیسے میرے چھوٹے ہوتے میری غلطیوں پر آپ مجھے اپنی آغوش میں سمیٹ کر کہتی تھیں۔۔۔

کوئی بات نہیں دوبارہ ایسے نہیں کرنا۔۔ "

نصرت کے ساتھ بیٹھی انکے ہاتھ پکڑے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

سب کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ وہ سب کو تھی ہی اتنی پیاری۔

"نہ میری جان ایسے نہیں کرتے" نصرت اسے کیا چپ کرواتیں ان کے اپنے آنسو تھمنے کو تیار نہ تھے۔

اور یوں پندرہ دن بعد مضراب دلہن بنی حقیقت میں آحل کے کمرے میں موجود تھی۔

جہانگیر اس واقع کے بعد اس قدر خوفزدہ ہو چکے تھے کہ انہی کی ایما پر پندرہ دن بعد مضراب کی رخصتی کروادی گئی۔

حالانکہ شاہجہان نے کہا بھی کہ اس کی پڑھائی مکمل ہونے تک ہم انتظار کر لیتے ہیں لیکن جہانگیر مصر تھی کہ رخصتی کروالیں۔

نصرت تو ویسے ہی کب سے یہ چاہتی تھیں۔ باقی سب بھی خوش تھے۔

سب نے مضراب کو معاف بھی کیا اور اس سے بات چیت کا سلسلہ بھی ویسے ہی شروع کر دیا سوائے آحل کہ۔

اس دن جب مضراب نے معافی مانگی تب سے شادی ہونے تک اس نے مضراب سے

کوئی بات نہ کی۔

اور یہ ایک بات مضراب کو پریشان کر گئی۔

اس دن تو وہ اتنی اعلی ظرفی کا مظاہرہ کر گیا تھا۔

اور اب وہ تنگ دل عام شوہر بن گیا ہے۔

سب کمرے سے جا چکے تھے۔اور وہ اپنی مضطرب سوچوں کے ساتھ اکیلی آحل کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔

سارے فنکشن میں اسے لگا جیسے وہ ایک لمحے کے لئے بھی اسکی جانب متوجہ نہیں ہوا۔

"کیا اس نے مجھے معاف نہیں کیا" فکر اور پریشانی عروج پر تھی۔

اس سے پہلے کہ یہ پریشانی کوئی اور روپ اختیار کرتی اور اسکی آنکھوں سے آنسوؤں کی صورت باہر آتی۔کمرے کا دروازہ کھلا۔

بیڈ پر پستئی رنگ کے خوبصورت لہنگے میں ملبوس وہ گولڈ نیٹ کے دوپٹے کا گھونگھٹ نکالے آحل کے ہوش اڑا رہی تھی۔

کچھ دیر تو وہ کمرے میں کھڑا اسکی موجودگی کا یقین کرتا رہا۔

پچھلے دنوں اس کے رویے کے باعث اسے ایسا محسوس ہوا کہ مضراب اب کبھی اس کی

زندگی میں شامل نہیں ہوگی۔

ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے وہ آگے بڑھا۔

مگر اس کا رخ کمرے میں موجود ڈیک کی طرف تھا جو رائینگ ٹیبل کے ساتھ تھا۔

الٹ پلٹ کر ایک سی ڈی مدہم آواز میں لگائی۔

کمرے میں ہلکی سی موسیقی کی آواز ماحول کو بے حد رومینٹک بنا رہی تھی۔

آحل نے کوٹ اتار کر کرسی پر رکھا۔

ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا ایک اچٹتی سی نگاہ مضراب پر ڈالی۔

مضراب کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس قدر خاموش کیوں ہے۔

اس پر غصہ تھا تو نکالتا۔۔چیختا چلاتا۔۔بولتا۔

مگر یہ خاموشی۔۔

کئی مرتبہ اپنوں کا غصہ نہیں انکی خاموشی مار ڈالتی ہے۔

اور ان لمحوں میں مضراب اسکی خاموشی سے ادھ موئی ہو رہی تھی۔

آحل صوفے پر بیٹھا ٹانگ پہ ٹانگ جمائے جیسے نیٹ کے دوپٹے کے پار اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

مضراب انگلیوں میں پہنی ہوئی انگوٹھیوں کو کبھی اتارتی۔۔کبھی پہن رہی تھی۔

www.neweramagazine.com

جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تب غصے سے گھونگھٹ اتار کر بیڈ سے نیچے پاؤں رکھے۔

آنسو قطار در قطار بہہ رہے تھے۔

سوں سوں کرتی واش روم کی جانب بڑھی۔

مگر وائے رے قسمت۔

آحل کے پاس سے گزرتے بازو ایک آہنی شکنجہ میں آ چکا تھا۔

"بس اتنا ہی حوصلہ تھا" اسکے مقابل کھڑے ہوتے آحل اس کے آنسوؤں سے تر چہرے کو دیکھ کر سرگوشی نما آواز میں بولا۔

"میں نے سوری کر لیا تھا۔۔۔ پھر بھی آپ نے مجھے معاف نہیں کیا۔ غصہ ہے تو نکالیں مجھ پر ڈانٹیں۔ ماریں۔۔۔ لیکن یہ خاموشی کی مار نہ ماریں۔"

کب آحل اسکے دل کے اتنا نزدیک آیا اسے پتہ بھی نہیں چلا۔

ہاں مگر ان پندرہ دنوں میں جو ایک کام اس نے شدومد سے کیا تھا وہ آحل کو سوچنے کا تھا۔

بچپن سے اب تک کی اسکی ہر ڈانٹ یاد کی۔۔اب غیر جانبداری سے سوچا تو اسکی ڈانٹ میں چھپی محبت یاد آئی۔

مگر یہ کیا اب جب وہ اسکی دسترس میں تھی تو وہ اس سے اجتناب برت رہا تھا۔

"آپکے خیال میں دیدہ دل فرش راہ کئے بیٹھا ہوں گا کہ میری بیوی آئے گی اور میں ہر پچھلی بات۔۔ حتیٰ کہ اسکی پچھلی محبت تک بھلا کر اسے اپنا لوں گا" اسکے آنسو آحل کو بے چین کر رہے تھے۔ مگر وہ سخت دل بنا خاموشی سے دیکھتا رہا۔

"میں نے کسی سے کوئی محبت نہیں کی تھی۔ حماقت تھی۔ایک رد عمل تھا۔۔اور کچھ نہیں" وہ بھاری آواز میں چلا کر بولی۔

"اگر ساری زندگی اسی بات کا طعنہ دینا تھا تو پھر رخصتی کیوں کروائی" ناراض نظروں نے آحل کے دل تک کو چھو لیا۔

ہولے سے مسکرایا۔

"اعتراف سننا تھا۔۔" اسکی بات پر وہ آنکھوں میں حیرت سموئے اسے دیکھتی رہی

۔

"میری منکوحہ کسی کی محبت کا اعتراف تو دھڑلے سے کرے۔ چاہے وہ محبت وقتی ہو۔۔ مگر میری محبت کو مجھ سے چھپا کر رکھے یہ تو ناانصافی ہوئی نا" مسکراہٹ دبائے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جس دن آپ نے معافی مانگی اس دن بھی میری محبت ان آنکھوں میں جھلملائی تھی" اسکی آنکھوں کو غور سے دیکھتے آہستہ سے اسے خود سے

لگا یا۔

"ان فیکٹ شہزاد سے بات کرنے پر میں نے آپکو اسی لئے اکسایا تھا کہ میں جانتا تھا کہ وہ لڑکا محبت کے معاملے میں کمزور ہے۔وہ صرف ظاہری شخصیت پر فدا ہے۔اس ایٹم بم کو اندر سے وہ نہیں جانتا "

اسکی آخری بات پر مضراب غصے سے تلملائ۔

"اور ویسے بھی حقیقت پسند ہونا ہر ایک کے بس کی بات نہیں تھی۔

آپکی پہلی غلطی تھی اسی لئے میں نے مارجن دیا۔اور آپکو چھوڑنے والا فیصلہ جو میں کبھی مر کر بھی نہیں کر سکتا تھا۔اور جسے میں کسی قیمت پر اپنی زبان پر بھی نہیں لا سکتا۔صرف آپ کو دنیا کی اصل شکل دکھانے کے لئے کہا۔"آحل کی بات پر پھر سے آنکھوں سے آنسو برسے جنہیں اب کی بار آحل کی پوروں نے بہت محبت سے چنا۔

"بچے کبھی بھی اچھے برے نہیں ہوتے۔ماں باپ کی تربیت انہیں اچھا برا بناتی ہے اور پھر جو برے ہوتے ہیں وہ تاعمر لوگوں کی زندگیاں اجیرن کرتے ہیں۔میری کبھی بھی آپ سے کوئ پرخاش نہیں رہی نہ میں کبھی آپ سے جیلس ہوا۔

اپنی محبت سے بھی بھلا کوئ جیلس ہوتا ہے۔آپ تو میرا حصہ تھی تو آپ سے۔۔۔"

آحل رکا اور مضراب کی دھڑکنیں بھی۔

محبت کو محبوب کی نظروں میں دیکھنے کا منظر بہت جان لیوا ہوتا ہے اور مضراب اس منظر کو دیکھ رہی تھی۔

"میں چاہتا تھا میری مضراب میں کبھی کوئی کمی نہ رہے۔۔۔۔ہر دل میں آپ کے لئے محبت اور احترام ہو۔ پتہ ہے باپ کے بغیر بچے پل ہی جاتے ہیں اور ماں کے بغیر بچے رل جاتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ منتہا نہیں ہے نا اسی لئے یہ ایسی ہو گئی۔

جب ہم اتنے پیار کرنے والے آپکے ارد گرد تھے تو کوئی آپکو ایسا کیوں کہے۔

جہاں مجھے جہانگیر ماموں اور ماما کی خامیاں نظر آئیں وہاں میں نے خود آگے بڑھ کر آپکو غلط سمت جانے سے روکا۔

مضراب محبت صرف دو میٹھے بول بولنے کا نام نہیں ہے۔

بلکہ اصل محبت وہ ہے جو آپکی سمتوں کو ٹھیک کرے۔ جو ہر لمحہ آئی لو یو نہ کہے۔

بلکہ ہر لمحہ آپکے احساسات کا خیال رکھے۔

آپکو محبت میں غلط راستوں کے تعین سے روکے۔

اگر پھر بھی آپکو میری محبت میں کمی نظر آ رہی ہے تو۔۔ میں۔۔ آئی۔۔۔"اس سے پہلے کہ آحل اسے آئی لو یو کہتا

مضراب نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے کچھ بھی بولنے سے روک دیا۔

"مجھے آپکی محبت لفظوں کے روپ میں نہیں چاہئیے۔ عمل کے روپ میں چاہئیے اور آج مجھے آپکی محبت پر یقین آگیا ہے۔

مجھے لفظوں کے گرداب میں مت دھکیلیں۔ میں جان گئ ہوں ایسی محبتیں صرف وقتی ہوتی ہیں۔

مجھے آپ سے ویسی ہی محبت چاہئیے جیسی آپ ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔اس ڈگر کو مت بدلئے گا" اسکے کندھے پر سر رکھے تشکر کے آنسو بہاتی مضراب کو آحل نے محبت سے سمیٹ لیا۔

آنکھوں میں تیری کھونے کی

تیرے قریب ہونے کی

ہونے لگی عادت مجھے تجھ پہ فدا ہونے کی

کمرے میں گونجنے والے گانے کے ان الفاظ پر مضراب ہولے سے مسکرائ۔

"لوگ نشے کے عادی ہوتے ہیں۔اور آپ نے مجھے اپنی عادت کا ایسا نشہ لگایا ہے کہ میں ساری زندگی اب اس نشے سے باہر نہیں آنا چاہتی"

اس سے زیادہ اظہار وہ اور کیا کرتی۔

"اب یہ نشہ بڑھے گا رکے گا نہیں "آحل کی مسکراتی آواز پر اس نے سکون سے آنکھیں موند لیں

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

New Era Magazine